سنه ۱۳۰۹

فی قصص عبرة لاولی الالباب

... الحمد والمنة که درین زمان میمنت اقتران ر
اوراق سعادت توامان این کارنامهٔ نادرهٔ وقایعات غریبه عجیبه

نوادر عجیبه

موسوم به

سوانح احمدی

مولفه جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بعد نظر ثانی و تصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب دہلوی سلمه الله القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

۱۰۱ | جلد ۱۰۰۰ | قیمت فی جلد

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے اُس سے فارغ ہو کر سفرِ جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیبِ ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان میں روانہ کر دیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبّہ کی جگہ چُست انگرکھا اور ہتھیار سربند لباس ہوگیا جن لوگون نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت حیرت تھی۔ ان دنون میں جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے۔ انہی دنون میں شیخ فرزند علی صاحب غازی پور جمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے اور بیالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے۔ اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُنکا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنہون نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہِ خدا میں نذر کر کے سید صاحب کے حوالہ کر دیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد میں لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے۔ اسوقت ہر شہر و قصبہ دگانو واقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھون پر جہاد کرنیکا وعظ ہوتا تھا۔ مگر براہِ دور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الٰہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھون کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب میں صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری میں کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہین

سکھون پر جہاد کا وعظ شروع ہونا

اسکے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان میں پہونچکر سکھون سے جہاد میں مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مدعی بحال رہا +

مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہین کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت میں مراقبہ وحدانیت میں مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا الحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا۔ رام پور وغیرہ کے سب صوفیون اور درویشون سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی۔ ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب

سید صاحب سے ایک مشکل خلجان مراقبہ وحدانیت کا رفع ہونا

سوائے سید صاحب کے اِس خلجان کا علاج کسی سے نہو سکیگا کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے صُوفی اور درویش مثل ستارون کے ہین اور سید صاحب مثل آفتاب کے سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے چھپ جاتے ہین تمکو چاہیئے کہ سید صاحب کی خدمت مین جاؤ مین لاچار ہو کر سید صاحب کی تلاش مین کانپور تک گیا وہان جا کر مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحب حج سے تشریف لے آئے تب مین بریلی آپکی خدمت مین حاضر ہوا سید صاحب مجھکو دُور سے دیکھکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ جب مین نزدیک گیا تو مجھ کو سینۂ مبارک سے لگایا - پس میرا آپکے سینۂ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وُہ خلجان فوراً جاتا رہا +

اسوقت تقریباً دو ہزار شمشیر زن آپکے پاس جمع ہو گئے تھے جنکو آپنے تین جماعت کر کے ٹونک کو روانہ کر دیا - مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ خلفا بھی اپنی اپنی خدمت ترغیب جہاد اور ہجرت پوری کر کے آپکی خدمت مین حاضر ہو گئے تھے - اب آپ بارادۂ جہاد بریلی سے طرف ٹونک کے روانہ ہوئے - اِن دنون مین بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی اگر لوگون کو خطوط لکھے جاتے تو اُن مین بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا - راہ مین بھی اسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوئے آپ ٹونک مین پہونچے +

صاحب مقالاتِ طریقت لکھتے ہین کہ اِن ایام مین آپکے علم لدنّی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیل اور مولوی عبدالحی صاحب جیسے فاضل اجل اپنے شبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے - ایکدن آپنے مولوی وحیدالدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہین پوچھتے - اُنہون نے عرض کی کہ جو مجھکو مشکل ہوتی ہے اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کر لیتا ہون اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ سے پوچھون - آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو - اُسوقت مجبوری مولوی وحیدالدین صاحب نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ مین دو حدیثین آپسمین معارض آئی ہین پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ مین داخل ہوئی تو غسل واجب ہو گیا) ان دونو حدیثون مین توفیق کسطرح ہے - سید صاحب نے فرمایا کہ انکی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلّق رکھتی ہے یعنی جب خواب مین انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے - اور دُوسری حدیث بیداری سے تعلّق رکھتی ہے اور دونو حدیثون کا مطلب صحیح ہے - پھر مولوی وحیدالدین صاحب نے پوچھا کہ اَلرُّکْنُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِھَا عِبَادَہٗ کَمَا یُصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم مین سے

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے
ہے اور وجہہ قرآن و حدیث مین آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے۔ اور دوسری بات اُنہین یہ ہے کہ کعبہ عوام کے
واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسیکہ فرمایا ہے مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگون کے) سو وہان
اور طواف کرنے سے گناہ دُور ہوتے ہین اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے
جو عوام کو نصیب نہین۔ پس اُس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد
کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہین تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق شوق
بیقرار ہو جاتا ہے پس مُرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھکر
اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کرلے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف
مین مشغول ہوتے ہین تو اُنکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اُسوقت حجر اسود کا
بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہین ؛

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھون سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا
کہ آپ اتنی دور سکھون پر جہاد کرنیکو کیون جاتے ہو انگریز جو اِس مُلک کے حاکم ہین اور دین اسلام سے کیا منکر نہین
ہین گھر کے گھر مین انسے جہاد کر کے مُلک ہندوستان لے لو یہان لاکھون آدمی آپکا شریک اور مددگار
ہو جاویگا کیونکہ سیکڑون کوس سفر کر کے سکھون کے مُلک سے پار ہو کر افغانستان مین جانا اور وہان
برسون رہکر سکھون سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہین کر سکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا
کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہین چاہتے نہ انگریزونکا نہ سکھون کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ
سکھون سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادرانِ اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض
مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہین۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز
آجائینگے تو ہمکو اُنسے لڑنے کی ضرورت نرہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانون پر کچھ ظلم اور
تعدی نہین کرتی اور نہ اُنکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم اُنکے ملک مین علانیہ وعظ
کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہین وہ کبھی مانع اور مزاحم نہین ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو
سزا دینے کو تیار ہین ہمارا اصل کام اشاعتِ توحید الٰہی و احیاءِ سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلاروک ٹوک
اِس ملک مین کرتے ہین پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کرین اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون
بلاسبب گراوین۔ یہ جواب باصواب سُنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی ؛

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ ٹونک مین تشریف رکھتے تھے ایک روز

خیال کرے کہ حق تبارک و تعالیٰ اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئین خلوت اور جلوت بلکہ ساری حالتون مین تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری و علاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی و آقائی و آبائی و استادی و پیری و نیز علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہے اور محض قرب جودی پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین و آفرین کرتا ہے اور قرب و وجاہت دنیا مین اور ثواب جزیل عقبیٰ مین عطا فرماتا ہے اور گناہ گناہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت و نفرین کرتا ہے اور ذلت و خواری دنیا مین اور عذاب شدید عقبیٰ مین کرتا ہے اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اُسکی شان ہے اور یہ دھیان اسقدر اُسپر غالب آئے کہ حال اُسکا مانند اُس شخص کے ہو جائے کہ جسکو کسی نے پکڑکر دریائے ذخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے۔ پس جب وہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ مین گرا اور غرق ہوا اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہانتک اپنا پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوائے اُس شخص کے کہ جسنے اُسکو لٹکا رکھا ہے کسیکے ہاتھ مین نہین دیکھتا ہے پس تہ دل سے جانتا ہے کہ جبتک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے امواج بحر ذخار اور گرد باد ہوا مجھکو کچھ ضرر نہین پہنچا سکتی اور جب اُسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو میرا ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی موج دریا اور ایک ہلکا سا جھونکا میری ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ اسیواسطے بزرگان اس طریق نے سلاطین جبابرہ سے باوجود قلت اپنے مددگارون کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس جزو زمان مین جب مقدمہ خادمان سید صاحب عدالت انبالہ وغیرہ مین پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلاخوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوے جاتے تھے۔ پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُنکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے مقرر ہو جاتے ہین۔

مینے یہانتک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لب لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے۔

حصۂ سوم

اب مین آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کا ذکر شروع کرتا ہون ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۳) مین پڑھا ہوگا کہ اس سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپنے بمقام رامپور چند نوآمدولائتیون کی زبانی کئی مسلمان عورتونکو سکھون کا زبردستی کافر کرکے اپنی جورو بنا لینے

کا حال سنا تھا اسیوقت بوجہ حمیت اسلامی اور دردِ ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ کسیطرح مسلمانانِ پنجاب کو سکھون کے ہاتھون سے نجات حاصل ہو۔ اب بعد ادائے حج جب کسیقدر مسلمان آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہوگئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھون سے جنسے اُسوقت سرکارِ انگریزی بھی احتیاط کرتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانانِ پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اُسوقت آپکے ساتھ قریب بیش بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہوگئے تھے جنہون نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا عہدِ واثق آپکے ساتھ کرلیا تھا سنہ ۱۲۴۱ ہجری کے شروع مین آپ براہ تھانیسر جائے ولادت جامع کتاب ہذا مالیر کوٹلہ۔ ممدوٹ۔ بہاولپور۔ حیدرآباد سندھ۔ شکارپور۔ جاگن۔ خان گڈھ۔ درۂ ڈھاڈر۔ درہ بولن۔ پشین۔ قندہار۔ کابل پھر براہِ درۂ خیبر داخلِ پنجاب ہوکر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی مین پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی مین ٹھیرے پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے۔ مؤرخون نے جو آپکے ہمراہ رکاب تھے آپکے اس دور و دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگی اقوام مین سے جو آپکی راہ مین پڑتی تھین لاکھون خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہوگئی تھی۔ جب آپ اس ملک یوسف زئی مین پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس شتر پر آپ سوار ہوکر وہان پہنچے تھے ہزارہا عورتین اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکاً لیگئین اور جب تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرکِ خلائق بنگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤن کے نیچے کی خاک اپنے سر اور آنکھون کو ملتا تھا۔ پہلا مقام ہشت نگر مین ہوا جہان تین تین غازیون مین ایک ایک تاملوٹ غلہ بطور رسد تقسیم ہوا۔ باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادان و فرحان تھا سید صاحب نے جماعت مجاہدین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو وہ پیدا کرنیوالا انشاءاللہ غیب سے تمکو برابر روزی پہنچائیگا۔ بوقت شب شعار مقرر ہوکر ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی سب غازی بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر کرکے سورہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اُٹھکر نماز پڑھی اور حضرت کی دعا مین شریک ہوئے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادرِ خورد امیر دوست محمد خان کے بہت سے آدمیون کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ۞

جب آپکے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا۔ اس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا لشکرگاہ کیا۔ لشکر مجاہدین اور لشکر سکھون کے بیچ مین دریائے لنڈہ حائل تھا ۞

سید صاحب نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدہ شریعت
اس مضمون کا بھیجدیا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اُسوقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال
کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کرینگے جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہیں ہے اگر بخوشی خود تمکو اسلام منظور نہو
تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہکر ہماری اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینا قبول کرو
اس حالت میں بھی جب تک تم مطیع رہو گے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے
کرینگے (۳) اور اگر یہ دو نو امر مذکورۂ بالا تمکو منظور نہوں تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ- اور یہ بھی یاد رکھو
کہ گو ہم اسوقت تعداد میں تھوڑے ہیں مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا میں جان دینے کو
تیار ہے - اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے تم شراب کو - دربار لاہور نے براہ نخوت
اس اعلام کا کچھ جواب نہیں دیا بلکہ قاصد آرندۂ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا - اس سبب سے اب جنگ کی
تیاری شروع ہوئی +

سردار بُدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کر کے سید صاحب کے
لشکر میں واسطے جاسوسی اور لانے خبروں کے بھیجدیا- قندھاریوں کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو
آدمی کے آپکے لشکر میں تھی اُس جاسوس کو گرفتار کر کے سید صاحب کے حضور میں حاضر کیا- جب سید
صاحب نے بوقت شب تنہائی میں اُسکو بیجا کر پوچھا تو اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو سردار بُدھ سنگھ نے
جاسوس مقرر کر کے بھیجا ہے مگر اب میں اپنی بُری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں
اور اسوقت سے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے میں لشکر کفار کی خبریں حضور میں لایا کرونگا- چونکہ آپکے مزاج
میں رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کر کے معرفت اللہ بخش خان جمعدار کے بوقت شب طرف لشکر سردار
بُدھ سنگھ کے صحیح سلامت واپس بھجوا دیا- دوسرے دن صبح کو **امیر خان** سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ
سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ **خواص خان**
پسر **فیروز خان** میرا بھتیجا جو مدت سے مجھ سے مخالف ہے سردار بُدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے
سردار مذکور اکوڑہ میں مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ میں اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے
سو سردار بُدھ سنگھ کا ملک سمہ میں بڑھ آنا خوب نہیں ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے
نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کر کے دریائے لنڈہ سے پار اُتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو- اس
مصلحت کو سید صاحب نے پسند کر کے ہشت نگر سے کوچ کیا اور موضع خویشگی میں جو جانب اکوڑہ ہے پہنچکر
قیام فرمایا- لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گانو تھا وہاں ایک دو وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا- یہاں

بسبب نہ ملنے رسد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی پہونچگئی تب آپنے فضل الٰہی پر بھروسا کر کے واسطے پہونچانے روزی مومنین کے جناب باری مین دُعا کی دُعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی آدمی نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارہ دریا پر موجود ہے آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجئے۔ آپنے چند آدمی آٹا لانے کے واسطے بھیجدئے اور بقیہ آدمیون کے ساتھ نماز عشا جماعت کے ساتھ پڑھی۔ قریب پندرہ من پختہ آٹا کشتی سے آیا سید صاحب نے اُس آٹے مین سے تھوڑا سا آٹا اُٹھا کر دعا برکت کر کے پھر اُس آٹے کو انبار آرد مین ڈال دیا اور تقسیم کرنیکا حکم دیا۔ گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر کے آٹا بہت کم تھا مگر بہ برکت دعا حضرت کے سارے لشکر کو بقدر حاجت پہنچ گیا سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔

اسوقت ایکا لشکر آٹھ جماعتون یا پلٹنون مین منقسم تھا۔ جماعت اول خاص حضرت امیر المؤمنین کی تھی جسکے نائب سردار مولوی محمد یوسف پھلتی تھے اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ ونگ یعنی لشکر کا میمنہ ہا کرتی تھی۔ جماعت دوم مولانا محمد اسمٰعیل کی تھی یہ جماعت ہمیشہ اڈوانس گارڈ یعنی مُقدمۃ الجیش رہتی تھی جماعت سوم سید محمد یعقوب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ بدھن تھے اور یہ جماعت ہمیشہ لفٹ ونگ یعنی لشکر کا میسرہ رہتی تھی۔ جماعت چہارم اللہ بخش خانصاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ ریئر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر رہتی تھی۔ پانچوین جماعت کے سردار مُلّا لال محمد قندہاری تھے۔ چھٹی جماعت کے سردار مُلّا قطب الدین ننگرہاری۔ ساتوین جماعت کے سردار میرزا احمد بیگ پنجابی۔ آٹھوین جماعت کے سردار جعفر خان قندہاری۔ یہہ چارون جماعتین آخر الذکر قلب لشکر مین تعینات رہتی تھین۔ ان جماعتون کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور ڈپو یعنی فاضل مُعینِ لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیمے کھڑے کرنا اور اور متفرق کام تھے۔ سید صاحب مع وُزرا خود قلب لشکر مین چلا کرتے تھے۔ خویشگی سے کوچ کر کے لشکر نوشہرہ مین پہنچا بمجرد پہنچنے لشکر اسلام کے نوشہرہ مین جاسوسون نے یہ خبر حضور مین پہنچائی کہ سردار بدھ سنگھ مع لشکر کفار اکوڑہ مین داخل ہو گیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریان کر رہا ہے۔ اسوقت سید صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آدمی کمر نہ کھولے بلکہ ہر شخص مُسلح رہے اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے کھانے پینے سے فارغ ہو جاوے۔ بوقت ظہر سید صاحب نے اپنے مُشیرون سے مشورہ کر کے سب جماعتون مین سے جوان اور تندرست اور چُست چالاک اور شجاع آدمیون کو منتخب کر کے ایک سریّہ تیار کیا۔ اللہ بخش جمعدار کو اس سریّہ کا امیر مقرر کر کے اپنی دستار مبارک اُنکے سر پر بندھوا دی اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیون کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کر کے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کر آؤ چنانچہ جمعدار مذکور بعد عبور قیام گاہ لشکر مقرر کر کے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اُترنے لگا۔ جب سب آدمی سریہ کے عبور

کر چکے تو جمعدار مذکور بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کر کے شریک سریہ ہو گیا حضرت نے جمعدار سریہ کو
یہ بھی فرما دیا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گنتا گیارہ بار سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھنے کا حکم دو۔
کل آدمی اس سریہ کے قریب ۹۰۰ نو سو کے تھے اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس سے دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا
جب یہ سریہ لشکر اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہان تھا ہر آدمی نے
اپنے اپنے ساتھیون سے اپنے قصور معاف کرا کے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہان ورنہ میدان
محشر مین پھر ملاقات ہو گی۔ قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارۂ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا اُس تاریک شب
مین ملکی آدمی اُسکے رہبر تھے۔ واقع ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ھ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء یہ پہلی جنگ سکھون
سے ہوئی۔ دو تین گھڑی رات باقی رہے یہ سریہ لشکر گاہ دشمن پر بمقام اکوڑہ پہنچ گیا اور وہان جا کر دیکھا کہ
سکھون نے اپنے لشکر کے چارون طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک جا پہنچا تو دفعۃً
سارے لشکر نے باآواز بلند تکبیر کہکے ایکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا۔ دشمن سراسر غافل تھے آواز تکبیر نے اُنکو خواب
غفلت سے جگایا جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
شیخ باقر علی عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کر کے زمین پر گر پڑے اُسوقت سب غازی سکھون
کے قتل مین مصروف ہوئے ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک غازی نے بقدر ہمت و جرأت
خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھون کو واصل جہنم کیا چنانچہ عبدالمجید خان جہان آبادی کے ہاتھ سے
چودہ کافر مارے گئے چودھوین وار پر اُنکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر اُنہون نے پھرتی کر کے مولوی احمدالدین
سے جو دو تلوارین باندھے ہوے تھے ایک تلوار لیکر اُس سے پھر قطع برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے
بھی اُنہون نے بہت سے کافرون کو مارا عبداللہ یا ہدایت اللہ مخنث نے جسکا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے
سات آٹھ کافرون کو تہ تیغ کیا اللہ بخش خان و شمشیر خان و غلام رسول خان و حمید خان
شیخ بہرالی و علی حسن و شیخ بڈھن و شیخ رمضان نے بڑی داد شجاعت کی دی۔ یہ سب
شجاعان لشکر اسلام مثل شیر جسطرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیان بہا دیتے تھے۔ اُنکی آواز تکبیر سے
کافرون کو غش آ جاتا تھا لشکر کفار مین بھگدڑ پڑ گئی غازیون نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ گولہ انداز کے
ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی۔ اس ہڑبڑاہٹ مین خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کر کے اپنے خیمہ سے
نکلکر بھاگ گیا۔ اسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر
ہو گئی تھی۔ سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ مین پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا۔ جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھون
کا جمع ہو گیا۔ تب سکھون کی تواعددان پلٹنون نے جمع ہو کر چند بار چھین حملہ آورون پر ایسی باڑین کیں جنسے

اکثر شجاع تلوار بازپیش رو مجاہدیون کے شہید ہوگئے - اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خاربندی سے باہر نکلیں مگر دوسرے تشنگان شہادت نے انکو للکارا اور شرم دلائی وہ اسی دم معہ پچاس ساٹھ آدمیون کے مثل زخمی شیر کے پھر ٹوٹ پڑا اُسوقت دونو لشکرون مین دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی شروع ہوئی - اللہ بخش جمعدار نے پھر پیٹھ نہ موڑی بلکہ مع اپنے ہمراہیون کے اُس میدان مین کام آیا - اس عرصہ مین صبح نمود ہونی شروع ہوگئی تھی اُسوقت بایار اکبر خان کے لشکر مجاہدین خاربندی کفار سے باہر نکل آیا لشکر کفار نے خاربندی سے باہر قدم رکھکر تعاقب کا ارادہ نہین کیا بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا - لشکر مجاہدیون نے بقدر دو میل خاربندی کفار سے ہٹکر اذان اور امامت سے نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھے کے قریب یہ سرپیہ مظفر و منصور کنارہ دریاے لنڈہ پر آپہونچا جبکے دوسرے کنارہ پر سید صاحب اسکی خیر مقدم کے منتظر کھڑے تھے - اسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من وعن سید صاحب کے حضور مین عرض ہوا حضرت نے شہدا کے واسطے دعائے خیر کرکے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا - سردار بدھ سنگھ اُسی دن مارے خوف کے اکوڑہ کو چھوڑکر تین کوس پیچھے ہٹ کر سیدو نام ایک بستی مین جا اُترا +

اس پہلی جنگ مین حسب مندرجہ ذیل ۳۷ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۳۵ - آدمیون کے مجروح ہوے اور لشکر سکھون مین سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوے - نامی شہدا اکوڑہ کے یہ ہین - [1] اللہ بخش خان مورانوی امیر سریہ - [2] شیخ باقر علی قاسم غلہ - [3] عبدالمجید خان جہان آبادی - [4] شمشیر خان جمعدار مورانوی - [5] شیخ بڈھن - [6] شیخ رمضانی مورانوی - [7] شیخ ہمدانی خالص پوری [8] علی حسن گنگوہی - [9] غلام حیدر خان خالص پوری - [10] غلام رسول خان خالص پوری - [11] خدابخش خان میمنی [12] شادل خان خیرآبادی - [13] کریم بخش بڈھانوی - [14] میانجی احسان اللہ بڈھانوی - [15] شیخ معظم جگدیس پوری [16] دین محمد کوہستانوی بیواڑہ - [17] عباداللہ میو - [18] قاضی طیب - [19] امام خان خیرآبادی - [20] اولاد علی باڈھوی [21] ہمایون بیگ لکھنوی - [22] امام الدین خان رام پوری - [23] باز خان خالص پوری - [24] سید محمد لہاروی - [25] محمد کمال خورم پوری - [26] حکیم خان حسین پوری بڈھانوی - [27] سید عبدالرحمن سیا ملی - [28] شیخ مخدوم مسجد فتحپوری دہلوی - [29] غلام نبی خان گوالیاری - [30] عبدالرزاق دیوبندی - [31] جواہر خان لکھنوی - [32] منور خان ملیح آبادی - [33] عبدالجبار مورانوی - [34] حیات خان بریلوی - [35] برکت اللہ بنگالی - [36] سید عبدالرحمن سندھی - [37] حسن خان سندھی -

اس جنگ سے سردار بدھ سنگھ اسقدر ہراسان ہوا تھا کہ اُسنے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا مگر قلعدار اٹک نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے پر لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک پہنچکر اس ملک کو اپنے قبض و تصرف مین کرلیگا +

ایک مذہبی ناتجربہ کار گروہ کی پہلی جنگ بمقابلہ وہ گونی قواعددان فوج سکھون کے ایسی ہوئی کہ جسکا تہلکہ لاہور تک پڑگیا۔ مسلمانون کے دل بڑھ گئے۔ بڑی بڑی امیدین قائم ہوگئین۔ اگرچہ مسلمانون کے بڑے بڑے نامی شجاع اس جنگ مین کام آئے مگر بہرحال مسلمانونکا شہرہ اس جنگ نے تمام ملک مین پھیلادیا۔ ملکی سردار جوق جوق آکر مبارکباد دینے لگے۔ ہندوستان کو اس فتح نمایان کی نوید لکھ کر روانہ کی گئی۔ اس جنگ کے دو روز بعد خادی خان سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لیگیا۔ ہنڈ ایک بادشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریاے اباسین کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پُرفضا مقام تھا اسی جگہ قیام گاہ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا اسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچہزار آدمیون کے تھی +

اسی مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر بفاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جسمین نہایت مالدار مہاجن دوکانداری کرتے تھے۔ یہ بازار حضرو سکھون کے قبضہ مین تھا۔ حضرو کے قریب سکھون کی ایک گڑھی تھی جسمین ایک توپ رکھی ہوئی تھی۔ اُسی سے اس گھاٹ اور بازار کی نگرانی کیجاتی تھی +

شبخون حضرو

خادے خان اور دوسرے سرداران اُس نواح نے سید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضرو ہر قسم کے مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے اور سکھون کا ایک مرکز ہے اگر بوقت شب اُس بازار پر ایک سریہ بھیجا جاے تو بہت مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ سید صاحب نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ بمقام اکوڑہ بہت سے غازی شہید اور مجروح ہو گئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اس ملک کی راہ و رسم و نشیب فراز سے بھی واقف نہین ہین۔ اگر تمکو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو۔ اُن لوگون نے حضرت کی زبان مبارک سے اشارۂ اجازت پاکر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہین ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی مدد ہمکو ملے آپ ہمارے واسطے دعا فرمائین ہم اس کام کو خود انجام دے لینگے۔ اس گفتگو کے بعد ملکیون نے شبخون حضرو کی تیاری شروع کی۔ ہندوستانی مجاہدین مین سے ایک آدمی بھی اُنکا شریک نہین ہوا مگر قندھاریون مین سے کہ وہ بھی لالچی افغان تھے چھیالیس آدمی حضرت سے اجازت طلب کرکے شریک ہوگئے مگر حضرت سید صاحب نے اس شرط پر قندھاریون کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اُس بازار اور قریہ مین کوئی مسلمان ہو اور وہ ابھی تک دعوتِ جہاد سے ناواقف ہو تو اُسکے جان و مال کو گزند نہ پہنچانا +

جب ایک تہائی رات گذر گئی اس ملکی سریہ نے بذریعہ کشتیون اور جالون اور شناس کے اباسین سے پار اُتر کر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا۔ جب سید صاحب نماز صبح سے فارغ ہوئے اُسوقت ایک آدمی مع ایک عمدہ گھوڑے سرخ رنگ کے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوا اور مبارکباد فتح حضرو اور گڑھی کی دیکر کہا کہ قندھاریون نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

زینت کرکے ہندوستانیون کے گلے ڈالدیتے ہین۔ اِن دونو سریون مین اگرچہ لاکھون روپیہ کا مال ولائتون
کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدۂ شریعت کے تقسیم نہین ہوا جوجسکے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لیگیا۔ حضرو کے وقوعہ کے بعد سردار
خادے خان نے چاہا تھا کہ سب مال جمع ہوکر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم ہو مگر ملکی قابضِ مال مقابلہ کو کھڑے ہوگئے
اور کسیکی نہین سُنی اسواسطے باتفاق جملہ علماء و رؤسائے ہندوستانی او رولائتیون کے ۱۲ تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ
ہجری کو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت اور خلافت حقّہ کی کی گئی تاکہ امام برحق آئندہ کو انتظام جہاد اور
تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ اور دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی اور محتسب وغیرہ کا کرکے خلافت حقّہ کو جاری
کرے اور اس صورت مین سب مسلمانون پر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری فرض اور واجب ہوجاوے اور اُسکے حکم کی
نافرمانی کرنیوالا خاطی اور جہنمی اور باغی قرار دیا جائے۔ تمامی ہندوستانی اور ملکی علماء اور روساء نے اُنکی امامت
پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قایم ہوکر خطبہ مین آپکا نام پڑھا گیا۔ سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سردار
پیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعۂ خطوط آپکی امامت کو دل و جان سے قبول کرلیا۔ اسی تاریخ کو ایک
خط مع تشریح و بیان کُل واقعات گذشتہ کے تحریر ہوکر نصب امام برحق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دی گئی
جب یہ خط ہندوستان مین پہنچا تو علمائے ہندوستان نے بھی آپکی امامت کو تسلیم کرلیا۔ سرداران پشاور
کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ دہی سمجھتے تھے اور سید صاحب سے کہتے تھے کہ یہ لوگ دغاباز ہین ضرور
کوئی دغابازی کرکے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے۔ اُسکے جواب مین سید
صاحب کہتے تھے کہ دل ہر کسیکا الله ربّ العزت کے ہاتھ مین ہے اگر وہ لوگ دغا کرینگے تو اُسکا ثمرہ خدا سے
پائینگے۔ اس واقعۂ نصب امام کی خبر دربار لاہور مین بھی پہنچی جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھون پر غالب
ہوگئی۔ آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہین کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کرکے
سید صاحب کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلۂ بے ایمانی سے کرنا چاہا تھا +

اس واقعہ بیعت امامت کے بعد ہر ۴۳ھ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر اور توپ کے موضع سرمائی مین قریب
نوشہرہ کے پہنچکر سید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع اسقدر سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے
حاضر ہین آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لاکر سکھون سے جنگ شروع کیجئے۔ یہ خبر سُنکر سید صاحب نے سردار
اشرف خان اور سردار خادیخان کو مع پانسو آدمیون کے سرداران پشاور کی ملاقات کے واسطے نوشہرہ
کو روانہ کردیا۔ جب یہ دونو سردار مرسلۂ سید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کرکے ہنڈ کو واپس آئے
اسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ سکھون کے جنرل کا سید صاحب کے حضور مین پہنچا جسمین بعد اظہار بڑے
لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی کہ سکھون سے جیسیکہ اکوڑہ اور حضرو پر ہوا کچھ فائدہ نہین ہے اگر آپ اہل سید

ورہبادر ہین تو میدان مین ہم سے جنگ کر کے فیصلہ کر لین جسکے جواب مین سید صاحب نے اپنی نیّت اور ارادہ اور مافی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعۂ اپنے خط کے آگاہ کیا چنانچہ وہ اصل خط سید صاحب کا بنام سردار بدھ سنگھ ضمیمۂ کتاب ہذا مین درج ہے ٭

اِن ایام مین بھی لشکر مجاہدین پر بسبب نہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی اکثر فاقے مست رہتے تھے درختون کے پتّون اور گھاس پات پر اُنکی گذران تھی ٭

خضرو کے شبخون کے بعد دو تین ہزار فوج سکھون کی کنارۂ دریاء اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہوگئی اور بارادہ دھوکہ بازی دو تین توپ اور چھہ سات شاہین کو اِس لشکر نے اپنے عقب مین چھپا کر رکھا تھا تاکہ نادان حملہ آور پر یک بیک اُنکو سر کر کے بدلا لین - جب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحب کو پہنچی تو آپنے اپنے آدمی بھیجکر اول سب کشتیون کو اپنے قبضہ مین کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو ہم مُلکی فوج سے ان دشمنون پر حملہ کر کے اُنکو پسپا کر دین - آپ تبرّکًا چند ہندوستانی مجاہدین ہمارے ساتھ کر دین تاکہ ببرکت اُنکے وجود مقدّس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو - سید صاحب نے سردار مذکور کی درخواست کو قبول کر کے بجائے چند آدمیون کے بہت سے آدمی اُنکے ساتھ کر دیے - جب یہ حملہ آور لشکر کنارہ دریائے اباسین پر دشمنون کے مقابل ہوا تو اُنہون نے اپنی مخفی اتواپ اور شاہین کو سامنے کر کے گولہ باری شروع کی مُلکی لوگ توپون کی آواز سنکر کافور ہو گئے - ہر چند سردار اشرف خان نے اُنکو فرار سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر اُنکو فرار سے نہ روک سکی - جب یہ کیفیت ہوئی تو آخر کار ہندوستانی مجاہدون نے اباسین سے عبور کر کے دشمنون پر حملہ کرنا چاہا ابھی مجاہدین کی کشتیان اور خیک (مشک) دریا کی منجھدھار مین پہنچی تھین کہ دشمنون پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فورًا بے سروسامان ہوکر وہان سے فرار ہو گئے اور نوبت مقابلہ کی نہین پہنچی ٭ اس واقعہ کے بعد سید صاحب مع لشکر مجاہدین سرداران سمہ کے بجانب لشکر سرداران پشاور نوشہرہ کو تشریف لیگئے اسوقت تقریبًا بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب اتواپ و سرداران پشاور کے دریائے لُنڈہ کے اُس پار خیمہ زن تھے سید صاحب بھی دریاے لُنڈہ سے عبور کر کے شامل لشکر سرداران پشاور کے ہو گئے - اِس مرتبہ سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحب کی کرتے تھے - ہر روز قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحب کے واسطے بھیجتے تھے اور وہین سیدو کے میدان مین سکھون سے جنگ کی تیاریان ہو رہی تھین اسوقت مع افواج سرداران پشاور و سرداران سمہ اور مجاہدین کے قریب ایک لاکھ فوج کے سید صاحب کے زیر حکم تھی - مسلمانون مین بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا سکھون کی چھاتیان کانپ رہی تھین - صبح کو ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی اُس جنگ عظیم کی شب کو بذریعۂ نذر محمد اور

جنگ سیدو و دغابازی سرداران پشاور

ولی محمد کشمیری اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے کھچڑی اور گنڈیریون مین زہر ہلاہل کھلایا گیا۔ تقدیر سے اُس شب کو خلاف عادت خود اُس زہر آمیز کھانے مین سے سید صاحب نے ایک لقمہ بھی کسیکو نہین دیا سب کا سب آپ نوش جان فرما گئے۔ زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اللہ رب العزت نے سید صاحب کی ذات مقدس کو اُسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہو گئے علی الصباح دونو لشکر صف آرائی کر کے سیدو کے میدان مین مقابل ہوے۔ سردار یار محمد خان نے سید صاحب کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپکے درِ دولت پر حاضر ہو کر آپکے سوار ہونے کے متقاضی ہوے۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب کی خوابگاہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا کہ سید صاحب بیہوش پڑے ہین اور قے خود بخود آپکو جاری ہے جس سے زہر بتدریج خارج ہو رہا ہے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہو گئی اور آپکی سواری کے واسطے ہاتھی درِ دولت پر حاضر ہے آپنے اُس تنگ حالت مین بھی یہی فرمایا کہ مجھکو ہاتھی پر سوار کر کے میدان جنگ مین پہنچا دو چنانچہ چند آدمیون کے سہارے سے اُسی حالت مین آپ ہاتھی پر سوار ہوے اور میدان جنگ مین پہنچے۔ صرف چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ مین مسلمان دیکھکر دلیر ہو گئے اور کفار پر حملے شروع ہوئے۔ سکھون کے سنگھر یعنی خاربندی کے اندر تک حملہ کرتے ہوے سرداران سمہ پہنچ گئے اُسوقت بظاہر درانیون (سرداران پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ مین مسلمانون کی مدد پر حاضر تھی اور تفنگ زنی اور توپون کی بھرمار کر رہی تھی مگر بندوق اور توپون مین خالی بارود بھری جاتی تھی گولے اور گولیان نہین ڈالی جاتی تھین شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھون کے خیمون تک پہنچ گیا اور وہین کام آیا۔ سمہ کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے ہر طرف سے آثار فتح مسلمانون کے نمایان تھے۔ جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکل کر بے روک ٹوک سکھون کے لشکر مین چلے گئے اور وہان کے سپہ سالار سے ملاقی ہو کر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند واپس چلے آئے اور سرداران پشاور کے پاس جا کر کچھ اُنسے سرگوشی کی۔ اُسوقت سرداران پشاور میدان جنگ سے مع لشکر و اتواپ خود فرار ہو گئے۔ جب سرداران سمہ نے درانیون کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکستہ ہو کر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیون کے سر آ پڑی وہ اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب دل توڑ کر لڑے۔ جب سکھون کو حسب اشارہ درانیون کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہو گیا تو اُنہون نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کل توپون کا نشانہ بنا لیا صدہا گولے شین شین کرتے ہوے ہاتھی نزدیک کے آس پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو غالباً رازدارِ دغابازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹاتے

تھے اُسوقت مجبور لوگون نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھالیا - اس دغابازی کے سبب سے
لشکر اسلام تتر بتر ہوگیا اور میدان جنگ سکھون کے ہاتھ رہا سید صاحب پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی
اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چنڈلئی مین لیگئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گانوین
مقیم رہے - زہر کھانے کی تاریخ سے آٹھوین روز آپکو ہوش آیا اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمعیل صاحب سے سب حال
دریافت فرمایا مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا سردار یار محمد خان اور فرار سرداران سمہ اور ابتری لشکر
مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی - آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھپر گذرا وہ بسبب
مواخذہ بعض میری خطاؤن کے تھا جو اللہ تعالی نے اس ذریعہ سے اُن خطاؤن سے مجھکو پاک کردیا تم سب
مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگون نے مجھکو زہر دیا
وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالی نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت
کو مجھ پر جاری کرادیا - اُسکے بعد سید صاحب نے جناب باری مین بہت الحاح اور زاری سے دعا کی - موضع چنڈلئی
سے آخوند میر آپکو موضع مکدری مین لیگئے اسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہون نے آپکو زہر دیا تھا گرفتار
ہوکر آپکے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و ترحم بزرگانہ کے اُنسے کچھ مواخذہ نہین کیا بلکہ جب دوسرے لوگ
اُنکے قتل پر مستعد ہوے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُنکو فرار کرادیا ۔

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغابازی کے بعد باتفاق تمامی علماء و روسائے ہندوستانی اور ولایتیون
کے ایک فتویٰ اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہوکر اُسپر مُہرین ثبت ہوئین اور ایسے
منافقون کا خون بحل کیا گیا - اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیون پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی
کی سخت تکلیف تھی - سردی کا موسم تھا ملک مین برف پڑرہی تھی غازیون کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا
نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار چار فاقے کڑاکے کے پڑکر کسی دن کسی گاؤن مین دعوت
ہوگئی یا کسی درخت کی پتیان اُبالکر اور نمک ملاکر بھوکھ کو دبادیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی
نہایت شادان اور فرحان اور صابر و شاکر تھا - بعض دن فی غازی ایک ایک مُٹھی جوار کی ملتی جسکو پیسکر بطور
نشاستہ پانی مین جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دُنیا کی ہزارون نعمتون سے بہتر سمجھکر شکر اور حمد
باری تعالی زائد از حد کرتے تھے سید صاحب نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھ کر واسطے فراخی رزق
مؤمنین کے دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع لُنڈا کُئی مین پہنچے تو اُس ملک کے لوگون نے
کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر بیچھے مجاہدین کو تقسیم کردیا پھر
یہان سے چلکر آپنے ملک بُنیر اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام کے یہ دونو ملک آپکے حلقۂ بیعت مین داخل ہوگئے

اسی سفر مین بمقام **گوٹ گرام** مولوی **محمد یوسف** پھلتی کا انتقال ہوا۔ جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ مسجد مین تھے آپنے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھکر اور آسمان کی طرف نگاہ کرکے فرمایا کہ دُنیا ایک بڑی مصیبت کی جگہ ہے جو یہان سے ثابت قدم گیا وہی مراد کو پہنچا۔ پھر مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کی طرف مخاطب ہو کر آپنے فرمایا کہ یوسف جی اِس لشکر کے **قطب** تھے آج یہ لشکر قطب سے خالی ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے **سید** صاحب نے خود اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر مین اُتارا۔ اُسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ قندھار کابل کا لمبا چکر کھا کر تورن مین پہنچتے تھے۔ **سید** صاحب اسوقت تک اس دورہ سیر مین تھے کہ بہت سے قافلے ہندوستان سے پہنچگئے چنانچہ مولوی **قلندر** اور قاضی **احمد اللہ** اور مولوی **عبد الحی** صاحب اور میان **مقیم** رامپوری کے قافلے مع خرچ ضروری کے یکے بعد دیگرے پہنچگئے۔ جب مولوی عبد الحی صاحب کے آنے کی خبر آپکو پہنچی اور اُنکو لانے کے واسطے ایک منزل تک آپنے اپنا جھپّان (محافہ) بھیجدیا اور لب دریا تک اُنکا استقبال کرکے اُنکو لائے اور اپنے پاس ایک ہی مکان مین اُنکو اُتارا۔ اس دورہ سیر سے فارغ ہو کر قبل از عید الضحیٰ ۱۲۴۳ھ ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار مین لوٹ آئے اور پنجتار کو اپنا ہیڈ کوارٹر (یعنی لشکر گاہ) بنایا۔ اسوقت لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی فی کس ایک ایک تا ملوٹ غلہ روزانہ ملتا تھا جس سے آدمی خوب سیر ہو کر کھا لیوے۔ بروز بقر عید فی نفر ایک ایک سیر گوشت تقسیم ہوا کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے ملتا تھا لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے پنچکیان بند ہو گئی تھین لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے بخوشی تمام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیان جنگل سے آپ لے آتے تھے اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے۔ اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے جنکو پانچ پانچ روپیے ماہوار اور کھانا سرکار سے ملتا تھا۔ مجاہدین کی آپسمین بہت محبت اور ارتباط اور ہمدردی اور اُخوتِ اسلامی تھی ایک دوسرے پر جان دینے کو حاضر تھا۔ بیمارون کی گندگی اور قے وغیرہ اپنے ہاتھون سے صاف کرتے کسی شخص کو کسی کام سے کچھ عار نہ تھی ہر شخص کو پوری نفس کشی حاصل ہو چکی تھی بڑے بڑے متبحر مولوی مخدوم زمان اپنے ناخواندے اور جاہل ساتھیون کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے کبر دمنی کی بیخکنی ہو گئی تھی فحش گوئی اور بدزبانی کا نام نہ رہا تھا اصل تہذیب اور اخوتِ اسلامی کا پورا پورا ظہور ہو رہا تھا۔ ایکروز مولوی **الٰہی بخش** رامپوری چکّی پیس رہے تھے کہ **سید** صاحب بھی اُسوقت وہان تشریف لے آئے اور آنکے ساتھ پیسنے کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہون اُنکے ساتھ پسوائے۔ جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیان لانے کو جاتے تو بارہا **سید** صاحب بھی اُنکے ساتھ جا کر اور گٹھہ لکڑیونکا اپنے سر پر رکھ کر لاتے تھے ؎

ان دنون مین چارون طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سرداران ملک کی اس مضامین کی آرہی

تھین کہ آپ مع لشکر مجاہدین یہان تشریف لاکر بمقابلہ سکھون یا قومی دشمنون کے ہمکو مدد دو - اس عرصہ مین، ایک
وکیل **حبیب اللہ خان** رئیس **پکھلی** کا مع ایک عرضی کے پہنچا جسمین لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھون نے حملہ
کرکے میرے بیٹے کو محصور کرلیا ہے اُسکی مخلصی کے واسطے ایک سریہ مجاہدین اسطرف روانہ کرین - اسواسطے اب بھیجنا
ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانون کے ضرور ہوا - مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کو اس
سریہ کا امیر مقرر کرکے میان **محمد مقیم** رام پوری کو مع ایک سو نفر نو آمدہ رام پور اور کچھ بعض تجربہ کار پُرانے آدمیون
کو بجانب پکھلی روانہ کردیا - یہ سریہ بخیریت تمام پکھلی پہنچا - سردار **ہری سنگھ** نلوہ ناظم پکھلی اور چھچھ ہزارہ نے خبر آمد
لشکر مجاہدین کی سُنکر **بھول سنگھ** نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع ڈمگلہ
مین بھیجدیا - جب مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کو خبر آمد لشکر کفار کی بمقام ڈمگلہ مین معلوم ہوئی تو آپنے خوانین
پکھلی سے مشورہ کرکے ایک شبخون کی تیاری کی منجملہ سو آدمیون اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع ڈیڑھ ہزار
ملکیون کے زیر حکم میان محمد مقیم کے بوقت شب ڈمگلہ کو روانہ کئے گئے اور مولوی **خیرالدین** شیرکوٹی میان
محمد مقیم کے نائب مقرر کئے گئے اور شعار اس شبخون کا عبیدہم تجویز ہوا - جائے قیام لشکر مجاہدین سے
ڈمگلہ صرف ایک میل ہوگا ڈمگلہ تک پہنچنے مین اُن ڈیڑھ ہزار ملکیون مین سے صرف قریب تین سو آدمیون کے باقی رہ گئے
اور باقی سب کافور ہوگئے اور لشکر بھول سنگھ مع ملکی آدمیون کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا - جب دستور سکھون کے لشکر کے
گرد سنگھر یعنی خار بندی ہوئی میان مقیم نے وہان پہنچنے کے ساتھہی قلعہ بندی کے اندر کود کر آواز بلند تکبیر کہی جس سے کفارون کے
دل ہل گئے - پھر بندوق اور قرابینون کی بھرمار اس پھرتی اور سرعت سے شروع کی کہ کفارون کو مشکل سے
نقارہ بجانے کی مہلت ملی نقارہ کی آواز پر کافر دو صف ہوکر دونو طرف سے بندوقین سر کرنے لگے میان
مقیم اور اُسکے کل پچاس نفر ہمراہیون نے چار حملہ پے درپے کرکے چھ ہزار کافرون کو خار بندی سے باہر
نکال دیا - جب لشکر کفار سب مال و اسباب چھوڑ کر خار بندی سے باہر ہوگیا تو ملکیون نے کافرونکا مال
لے لیکر بھاگنا شروع کیا - کافرون نے ڈمگلہ کے گانو مین جاکر دم لیا اور واسطے دریافت کرنے تعداد اور کیفیت
حملہ آورون کے چند چھپر کے گھرون مین آگ لگادی جنکی روشنی سے وہ معلوم کرگئے کہ غازی بہت تھوڑے
اور ملکی مال اسباب لیکر بھاگ رہے ہین - دشمن قریب تھے کہ خار بندی کے چارون طرف سے حملہ کرین یہ
کیفیت دیکھکر بمشورہ مولوی **خیرالدین** میان محمد مقیم اپنے زخمیون کو اُٹھا کر فوراً خار بندی سے باہر ہوگئے
کفار باوجود اسقدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھرمار سے ایسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہوگئے تھے کہ
مجاہدین کی واپسی مین کوئی بھی مانع اور مزاحم نہین ہوا - اس سریہ کے چھہ سات آدمی شہید اور اسی قدر
زخمی ہوئے کفار کے تین سو آدمی مردار ہونے کی خبر سُنی گئی - جب یہ سریہ بعد فتح ڈمگلہ کے خوشی بخوشی

جنگ شنکیاری

واپس چلا آتا تھا راہ مین انہون نے بندوقون کی آواز سُنکر معلوم کیا کہ قیام گاہ پر مابین مولوی محمد اسمٰعیل اور کفار کے
جنگ ہورہی ہے - یہ لوگ جلدی جلدی قدم اُٹھا کر قیام گاہ کو واپس آئے مگر انکے وہان پہونچنے سے پہلے مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر پسپا کر دیا تھا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے سر یہ مین دو روز
پہلے سے فاقہ تھا مگر اس شبخون کی شام کو کچھ غلہ میسر آگیا تھا کہ بعد روانہ کرنے سریہ ڈمگلہ کے بقیہ مجاہدین مین
سے کوئی کھانا پکا رہا تھا اور کوئی کھا رہا تھا اور کوئی دوسرے روز کے واسطے خمیر کر رہا تھا اُسوقت بہ بہانہ
روندگشت ایک سکھون کا لشکر گڑھی شنگار سے جو قیامگاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلہ پر تھی باہر نکلا مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب امیر لشکر کو جنکی نگاہ اسی گڑھی کی طرف تھی یہ گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کو آتے ہین
آپنے جھٹ پٹ اپنے لوگون کی کمر بندی کرا کے ایکدو باڑھ مار کر اُنپر حملہ کردیا اور فرمایا کہ یارو جانے نہ دو کفار نے بھاگنا شروع کیا
اُسوقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب مین سے اپنے ساتھیون کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی
ہین تم کیون بھاگتے ہو یہ پکار سُنکر لشکر کفار پھر لوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا اُسوقت مولانا محمد اسمٰعیل کے
ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے نگران تھے مگر یہ بارہ آدمی جنکے سردار محمد اسمٰعیل غازی تھے مثل
دیوار سیسہ کے وہین جم گئے اور پھر مار شروع کی اُسوقت ایک کافر تلوار کھینچکر مولانا پر حملہ آور ہوا آپنے قبل از
ضرب شمشیر اُسکو گولی سے مردار کر دیا - جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اُسوقت دوسرے کافر
نے تلوار سے آپکے قتل کا ارادہ کیا اُسکو بھی آپنے گولی سے دار البوار کو پہنچا دیا پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ
مین رنجک ڈال رہے تھے اُسوقت ایک کافر کی گولی آپکی اُنگلی پر لگی اُس گولی کے صدمہ سے آپکا ہاتھ پیالہ
بندوق سے جدا ہوگیا اُس حالت مین آپنے وہ بندوق تو چلادی مگر جب آپنے چوتھی بار بندوق بھرنیکا
ارادہ کیا تو اُس مجروح اُنگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے باروت بھی تر ہوگئی اور ہاتھ مین طاقت
بندوق بھرنے کی بھی نرہی - اُس حالت بے بسی مین ایک کافر نے ننگی تلوار سے مولانا پر حملہ کیا مولانا نے
براہ ہوشیاری اُسکے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اُسکے سامنے کردی جسکے خوف سے وہ فوراً پسپا ہوگیا اور
مولانا اُسکی ضرب سے بچ گئے - اسکے بعد کفار کے پاؤن اُکھڑ گئے - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بارہا اُس اُنگلی
کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول کرلے تو یہ انگشت شہادت میری کی ہے ورنہ
بہت سے زخم لگتے ہین اور اُنمین کچھ ثواب نہین ہوتا - اِس شب مین ایک سو نفر سکھ ان بارہ آدمیون کے
ہاتھ سے مردار ہوے اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھون
کے محاصرے مین محصور تھا کسی حیلہ سے صحیح سالم محاصرہ سے باہر نکل آیا - بعد مخلصی پسر سردار حبیب اللہ خان
جسکے چھڑانے کے واسطے یہ سریہ گیا تھا اب اس ملک مین مجاہدین کی مدد کی ضرورت نرہی اسواسطے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اپنے

کے مظفر اور منصور ہوکر پنجتار کو لوٹ آئے - مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک نہ پہنچے تھے کہ راہ مین خبر آمد قافلہ سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری اور مولوی محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی محبوب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جنمین چہہ سو نئے آدمی ہونگے سُنی اور یہ بھی سُنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک فسادِ عظیم برپا کرکے مع بہت سے آدمیون کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا حال اسطرح پر سنا گیا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قافلون کے بسبب سدّراہ ہونے درانیون کے مقام کندو مین ٹھیرے ہوے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط بھیجکر اُنکی تسلی کرتے رہتے تھے کہ مین جلد راہ امن کی تجویز کرکے تمکو بُلا لیتا ہون - اِس عرصہ مین مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطورِ حاکمانہ گھاٹ والون پر جبر اور تعدی کرکے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچگئے - مولوی محبوب علی صاحب جو بڑے تیز مزاج اور خودرائے آدمی تھے دُرّانیون کے سدّراہ ہونے کی وجہ سے خفا ہوکر بلا دیکھے بھالے نشیب و فراز زمانہ کے مقام کندو سے سید صاحب کو لکھنے لگے کہ سکھون کا پیچھا چھوڑکر پہلے ان کلمہ گو کافرون یعنی دُرّانیون سے جنگ و پیکار شروع کرو - خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قافلون کے بخیریت تمام پنجتار مین پہنچگئے - لیکن مولوی محبوب علی صاحب جو راہ کی سختیون اور درانیون کی روک سے افروختہ ہو رہے تھے پنجتار مین پہنچکر بھی وہ برافروختگی رفع نہوئی بلکہ نفس اور شیطان کی شراکت اور ترغیب سے روز بروز اُسکا شعلہ بڑھتا گیا - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جماعت مین شریک نہین ہوے بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کرکے اُسمین رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانون کی مانند خود سید صاحب پر اُنہون نے اعتراضات شروع کردیئے - اول اعتراض اُنکا یہ تھا کہ سید صاحب کا علیحدہ باورچی خانہ کیون ہے اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچی خانہ مہمانون کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے ہین کچھ میری ذات کے واسطے نہین ہے مگر مین حسب قاعدہ سنت نبوی مہمانون کی خاطرداری اور تواضع کے واسطے اُنکے ساتھ شریک طعام ہوتا ہون اور صرف وہی غلہ اور بکری و مُرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہین اُسمین پکتا ہے کچھ بیت المال سے اُسمین صرف نہین ہوتا - مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ سب تحائف بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئین تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہتر مین انتظام اس کام کا آپکے سپرد کرتا ہون اس کام کو آپ بطورِ خود جیسے مناسب تصور کرین انجام دین اور بجاے میرے مہمانون کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہوکر اُنکی خاطر اور تواضع کیا کرین کیونکہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

تاکیداً فرمایا ہے کہ ایمان والے آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع اور تکریم کرے (فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ)
پس جب اس اعتراض مین مولوی صاحب مذکور لاجواب ہو گئے تو انہون نے آپکی امامت مین قدح کرنا شروع
کیا اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک مین لایق اس کام کے نہین ہون تو
خود آپ کہ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع صفات ہین اِس بار گران کو اختیار کرین آپ امام اور مین آپکا تابعدار
ہون مجھکو کچھ سرداری اور ریاست کرنی مطلوب نہین ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپ ہی
اس کام کو انصرام کرین - جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو انہون نے نفس اور شیطان
کی نیابت اختیار کرکے دَرپردہ اور علانیہ غازیون کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچون
اور والدین وغیرہ کے ہین تم اُن سب حقدارون کے حقوق تلف کرکے یہان کیون بیٹھے ہو جب لوگون نے
کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہین تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہان ہے اور کسدن تمنے کون سے کافر کو قتل
کیا اور کونسے ملک مین تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر مین رہتے ہو
جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے - بعض لوگ اس حیلے سے یہان عیش کرتے ہین اور تمہاری دنیا اور
آخرت دونو خراب ہین - بہت سے کچے لوگ اُنکے بہکانے مین آ گئے اور ہر جماعت مین اسکا چرچا شروع ہوا جو
لوگ صاحب استقامت تھے اُنکو یہ لغو بیانی سراسر ناگوار گذری اُنہون نے اِسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب
رامپوری سے کی - مولوی محمد حسن صاحب نے اول سید صاحب سے اجازت لیکر ایکروز بعد نماز جب سارا
قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہانکے لوگون کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہانکے
رہنے کو کسواسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو - مولوی محبوب علی نے کہا کہ تمکو کس کافر سے جنگ درپیش
ہے - مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہین ہے جنگ کو قتال کہتے ہین اور وہ گاہے
ماہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ مین کوشش کرنا ہے مدت دراز تک باقی رہتا ہے
یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے اور اُن کوششون کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے
لوگ کر رہے ہین آپ بیفائدہ اور عبث قرار دیتے ہو مین آپسے پوچھتا ہون کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کرکے
دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لیجاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو
آپ جہاد کہتے ہو پیش ہو جائے تو آپ اُسوقت اپنی کونسی کرامت سے اُڑکر اس راہ دور و دراز کو طے کرکے
داخل جہاد ہو جاؤ گے - مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سُنکر لاجواب ہو گئے مگر نفس امارہ اور شیطان
نے اُنکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُنکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہین ہوا
اور مثل نائب شیطان بہت سے آدمیون کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاؤ قورمہ پر ہاتھ مارنے کو ہندوستان واپس

ہوگئے افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پکھلی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی محبوب علی صاحب کو شکل سے دوبارہ دہلی کے کہانون کے لائق رکھتے ✣

مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کار و بار جہاد کو صدمہ پہنچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آجتک کسی سکھ یا دُرانی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا - مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مُدت تک ہندوستان سے قافلون کا آنا بند ہوگیا اکثر معاونین جہاد سُست ہوگئے - جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب مین لشکر مجاہدین سے ہندوستان مین آئے تب مدتون کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی رفع ہوکر روانگی خرچ اور قافلون کی دوبارہ شروع ہوئی ✣

ان دنون کے واقعات قابل تحریر مین سے ایک واقعہ جانکاہ وفات مولانا عبد الحی صاحب کا ہے جو بمقام خہر در شعبان ۱۲۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا - سارے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا کلمہ آخری مولوی صاحب مرحوم کی زبان پر یہ تھا الحقنی بالرفیق الاعلیٰ ✣

انہین ایام مین مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب کو ہدایت کے واسطے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مفصل ذکر اُن بزرگون کے سوانح مین تحریر ہوگا ✣

انھین ایام مین سید صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت کاشغر نے آپکے نکاح کے واسطے بھیجا تھا - یہ بی بی ہاجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے یہ بی بی ٹونک کو چلی آئی تھی اور ۱۲۸۰ ہجری مین بمقام ٹونک انکا انتقال ہوا ✣

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھان روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ سرداران مذکور چار ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریائے لُنڈہ سے عبور کرکے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنیکے واسطے آن پہنچے

ان ایام مین سید صاحب بمقام خہر مقیم تھے - بصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین و سرداران سمہ و سوات کے دُرانیون کے مقابلہ کی تیاریان شروع ہوئین - قریب ایکہزار مجاہدین اور ملکیون کی فوج دُرانیون کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذات خود اس لشکر کے ساتھ تھے آپنے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعہ چند ملکی جاسوسون کے حال لشکرگاہ اور قوت اور ہوشیاری اور غفلت دُرانیون کا دریافت کرکے اپنے لشکر کو دو حصے کردیا - ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے کرکے اُنکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کی طرف سے شبخون مارو - دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی گانون کی طرف سے حملہ کی تیاریان کین اور نیز دونو لشکرون کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

جنگ اتمان زئی

درانیون مین سے ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اُسکو قتل کردو اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑدو اور جو بھاگ جاے اُسکا تعاقب نکرو- مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بڑی دانائی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ ایک گولی کی مار کے پہنچگئے وہانسے صرف سوارون کو ایک دوسرے کے پیچھے کر کے اپنے ساتھ لیئے ہوے آپ آگے بڑھے- جب آپ مین دشمن کے لشکر پر پہنچ گئے اُسوقت سنتھری نے آپکو للکارا آپنے کچھ جواب نہین دیا دوسری بار للکارا پھر بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتھری نے اپنی بندوق کو سر کر کے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا اُسوقت مولانا نے مع اپنے ساتھیون کے بآواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا اور توپون پر جا پہنچے گولہ انداز نے مہتابی روشن کر کے چاہا کہ توپ چلائے مولانا نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ توپ کو دُرانیون کے لشکر کی طرف پھیردو اُسنے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی- اسکے بعد آپنے دوسری توپ پر بھی قبضہ کرلیا اور گولہ انداز کو تلوار سے مردار کردیا- جب دشمن کے لشکر مین بھگی شروع ہوئی تو کالون کی طرف سے سید صاحب بھی مع اپنے لشکر کے آن پہنچے دونو طرف سے مبارکباد فتح کی آوازین بلند ہوئین اور سجدات شکر ادا کئے گئے- اِس عرصے مین صبح صادق نمودار ہوگئی دُرانیون نے اپنے لشکرگاہ سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بناکر پناہ پکڑی ادہر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کر کے اُسمین توپین لگادی گئین- آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل رہا بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کرلی اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی- رات کے حملے مین یا دنکو سید صاحب کی طرف کا ایک آدمی بھی مجروح یا مقتول نہین ہوا مگر توپ کے گولون سے دشمن کی طرف کا بہت نقصان ہوا- نماز ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئین- شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہین دشمن کی مدد کو پہنچ گئین مگر توپون نے سب کو ٹھنڈا کردیا اور کسیکی چلنے ندی لیکن افسوس کہ سردار عالم خان رئیس آتمان زئی اور اہل خیبر جنہون نے سید صاحب کی مدد کا عہد وپیمان کیا تھا دُرانیون سے ملگئے اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ جلالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی جائے کہ دشمنون کو اطلاع نہونے پائے سید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس آتمان زئی کو طلب کر کے فرمایا کہ سعید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے دُرانیون کی مدد کو آتا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہئے اور یہان درانیون کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہئے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان دونو سردارون کی رہبری کے واسطے ساتھ کردو- عالم خان جو درانیون سے ملا ہوا تھا فوراً درانیون کے پاس گیا اور کہا کہ آجکی رات سید بادشاہ کے دو شبخون آوینگے تم ہوشیار رہو جاؤ اِدھر اپنے مورچال سے توپت

شب سید صاحب نے اپنی فوج براہ جلالہ واپس کرنی شروع کر دی - صرف راجہ رام نام ایک راجپوت ہندو جو مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ بیوارڈہ سے جا کر شریک لشکر اسلام تھا مورچال مین باقی رہ گیا جو صبح تک تنہا دونو توپون کو چلاتا رہا بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام جلالہ اپنے لشکر سے آملا اُدھر درانی مارے خوف شب خون کے اپنے مورچال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دوپہر تک واپس نہ آئے اس عرصہ مین لشکر اسلام مظفر و منصور بہت دور نکل گیا تھا گاؤن والے اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہان واپس آوینگے اسواسطے انہون نے بھی مارے ڈر کے درانیون سے اسلامی مورچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہین کی - اس جنگ آتمان زئی مین جان و مال سے درانیون کا بہت نقصان ہوا مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہین ہوا اور درانیون کو ایسا سبق ملگیا جسنے مدت تک انکو شرارت سے باز رکھا +

اس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب نے میان نظام الدین چشتی کو بجمعیت نو ہندیون کے ایک نامہ بنام امیر بخارا دیگر بخارا کو روانہ کیا اور ایک قرآن مجید مطلّا بطور ہدیہ اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجا اس خط کی نقل بھی ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے +

غرہ ماہ شعبان ۱۲۴۲ھ ہجری روز جمعہ کو قریب دو ہزار کے علما اور کئی سو خوانین اور ہزار ہا رعایا نے جمع ہو کر جملہ احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کر لیا سبقت کرنیوالا اور نمبر اول ان معاہدین مین سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا - جا بجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کئے گئے تمام اُن ممالک مین جنکے باشندون نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد عورت بے نمازی نرہا اور تمام تنازعے اور مقدمے ازروے شرع محمدی کے قاضیون کے حکم سے فیصل ہونے لگے - تھوڑے ہی دنون مین یہ ملک رشک عرب ہو گیا - چوری چکاری زنا کاری اور قتل خون وغیرہ جرائم کا نام نرہا شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگون کے دلون مین ایسا ایمان اور اخلاص پیدا ہوا کہ انہون نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عُشر (دسوان حصہ) دینا قبول کر لیا - سردار خادی خان رئیس ہنڈ اِن برکات سے محروم تھا بلکہ اجرائے احکام شریعت سے اُسکو بہانتک نفرت اور عداوت پیدا ہوئی کہ اُسنے درخواست کر کے سکھون کا لشکر اپنے ملک مین بلا لیا +

حسب الطلب سردار خادیخان کے ونٹورا صاحب فرانسیس ایک جنرل فوج سکھونکا مع فوج کثیر کے پہلے حضرو مین پہنچا سردار خادیخان ایک گھوڑا اور باز اور چند سگ معمولی نذرانے لیکر حضرو مین اُسکے پاس حاضر ہوا اور دیگر خوانین سمہ کی شکایت کر کے درخواست کی کہ حضور عبور دریاے اباسین کر کے ملک سمہ مین رونق افروز ہون اُسوقت سب سرداران سمہ اطاعت اختیار کرینگے - ونٹورا صاحب دریاے اباسین سے

۱۲۴۳ھ جنگ حضرو

عبور کرکے اول ہنڈ ریاست خادیخان مین آیا اور وہان سے پنجتار تک آنیکا قصد کیا - انٹورا صاحب کے ساتھ قریب دس پندرہ ہزار فوج اور انواب اور شاہین تھین - جب سید صاحب کو اُسکے آمد کی خبر پہنچی تو آپنے اُن دونو پہاڑون کے بیچ مین جہانسے پنجتار مین آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قدآدم تیار کرا کے اُسمین مورچے اور برج بنوائے اس دیوار کی تیاری مین مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سید صاحب اپنے ہاتھون سے کام کیا کرتے تھے - جب یہ دیوار تیار ہوگئی تو جابجا ہندوستانی اور قندھاری آدمیون کے چوپہرے وغیرہ اُسپر مقرر کیئے گئے - ایک رات کو نوسواران طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار درہ کوہ تک آپہنچا - سکھون کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور دھوان ہوتا تھا جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گانو اور بستیون کو پھونکتے اور مسجدون اور مدرسون کو گراتے چلے آتے تھے - چنگیز خان ہلاکو اور تیمور لنگ وغیرہ بڑے ظالمون کی راہ کی علامت بھی مورخون نے یہی آگ اور دھوان لکھی ہے - اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک افغانستان کے واسطے وہی چنگیزخانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار کر رکھا ہے اللّٰہم زد فزد +

اُسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندھاریون کے قریب نوسو آدمیون کے تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے آیہ بیعت الرضوان پڑھکر اُسکا بیان بڑی صراحت اور فصاحت سے کرکے ہر کسی کو اُسی قسم کی بیعت جان نثاری کرنیکی ترغیب دی چنانچہ اُسیوقت ہزارہا آدمیون نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ جبتک ہمارے تن مین جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے - اس بیعت کے بعد آپنے سر برہنہ ہوکر اپنا ضعف و بیچارگی جناب باری مین ظاہر کرکے بڑی تضرع اور الحاح اور زاری سے ثابت قدمی اور استقامت اور نصرت الٰہی کو طلب کیا - اُسوقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستون سے اپنی تقصیرین معاف کرا کے مرنے پر مستعد ہوگیا - اُسدن سید صاحب بھی عمدہ جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ ہوے آپکے لشکر کے تین نشان تھے پہلے نشان کا نام صبغۃ اللّٰہ تھا اُسپر ریشم زرد و سفید سے وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ تا آخر پارہ نہایت خوشخط حرفون سے لکھا ہوا تھا - یہ نشان دادا ابوالحسن نصیرآبادی کے پاس رہتا تھا - اور دوسرا نشان جسکا نام مطیع اللّٰہ تھا اُسپر رکوع اخیر سورۂ بقر کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا تیسرا نشان فتح ہد تھا - اُسپر رکوع اخیر سورۂ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا - جب لشکر کفار موضع ستالی کے پنجتار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اُسوا انٹورا صاحب نے دوربین [illegible] کر لشکر اسلام کا جائزہ لینا شروع کیا - لشکر اسلام کو دیکھکر اُسکے دلمین ہیبت پیدا ہوگئی چنانچہ اُسیوقت خادیخان کو بلا کر کہا کہ تونے ازراہ فریب اور دغابازی کے ہمسے بیان کیا تھا کہ پنجتار مین تھوڑے آدمی ہین اب تو دیکھ کہ سامنے کا سارا وسیع میدان سوار اور پیادون اور نشانون سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہان سے آگئے یہ کہکر محض بخوف مہاراجہ رنجیت سنگھ انٹورا صاحب طوعاً و کرہاً مع فوج خود پہاڑ سے نیچے اُتر کر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اُس دیوار کو گرانا شروع

کیا - مرزا احمد بیگ نے جو اُس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھکر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہوکر سوارون کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ گولہ انداز و افسر شاہین کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کرو تاکہ کفار آگے نہ بڑھنے پائین - دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین کے گولون سے مُردار ہو گئے - اُسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑے وقار سے اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا - انٹورا صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھکر اُسی دم پسپا ہونا شروع کیا - غازیون نے انتہاے درہ تک اُنکا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی پھرتی سے بہت سے بھاگتے ہوے دشمنون کو واصل جہنم کیا سید صاحب نے یہ نصرت الٰہی دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور انٹورا صاحب کے دلپر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً دریائے اباسین سے عبور کرکے لاہور کو بھاگ گیا ؛

تنبیہ خادیخان منافق

خادیخان رئیس ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی اس شخص نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بیعت کرکے پھر امام وقت اور خلیفۂ برحق سے بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کے خلاف اور رُوساء اُس دیار کے اپنے ملک مین جاری نہین ہونے دیا اور جہانتک اُسکا زور چلا بہت خلایق کو امام وقت سے برگشتہ کردیا - انٹورا صاحب کو واسطے مقابلہ مجاہدین اور امام برحق کے حضرو سے لیکر آیا اُن لوگون کے جو سید صاحب کے مطیع اور فرمانبردار تھے صدہا گانو جلوا دیئے اور مساجد اور مدرسون اور خانقاہون کو اپنی آنکھون کے سامنے کفار کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اور واسطے مقابلہ مجاہدین کے درۂ پنجتار تک انٹورا کے ساتھ آیا - اسواسطے باتفاق راے جملہ علماء و رؤسا یہ فتوی شرعی تجویز ہوا کہ اس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جاے تاکہ دوسرونکو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرأت نکرے اس فتوے سے ایسے منافق اور باغی کا قتل اور غارت مال جایز بلکہ واجب ٹھیرایا گیا - اِس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اس منافق کی تعزیر اور تادیب کے واسطے تیار ہوا - امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمعیل غازی مقرر ہوے - مولوی صاحب موصوف براہ موضع بازار و گدھی امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع مین جو ہنڈ دار الریاست خادیخان سے سات کوس ہے پہنچے - اِس مقام پر قلعہ ہنڈ مین داخل ہونیکے واسطے سیڑھیان تیار کرائی گئین - اِس تیاری کی خبر خادیخان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کرسکتے ہین جب مین اُنکو آتے سنونگا راہ مین جاکر تہ تیغ کردونگا - ایک شام کو اندھیری رات مین پنجتار جانے کا بہانہ کرکے یہ لشکر موضع ترکی سے چلکر اور راہ مین سے چکر کھاکر ہنڈ کو روانہ ہوگیا - اِس لشکر مین قریب سات سو آدمیون کے تھے تقدیر الٰہی سے راہ بھول بھلاکر آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر سنہ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ

کے پہنچگیا۔ راستہ مین آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھولکر مولانا صاحب سے جدا ہوگیا تھا۔ مولانا نے قریب قلعۂ ہنڈ کے پہنچکر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہوگیا اب حاجت سیڑھیون سے حملہ کرنیکی نہین رہی اسواسطے آپنے فوراً پچیس آدمی عمدہ قرابین چی اور تفنگچیون کو سب سے اول روانہ کرکے حکم دیا کہ بابتی سے نزدیک دروازۂ قلعہ کے جاکر مخفی ہوجاؤ اسوقت اہل قلعہ پاخانہ اور پیشاب کے واسطے دروازۂ قلعہ کا کھولکر باہر آئینگے تم بمجرد کھلنے دروازہ کے ایک باڑھ مارکر دروازہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پر قبضہ کرکے پھر باڑھ شروع کردینا مگر جو باہر نکلنا چاہے اُسکو نہ روکنا۔ پس جب دروازہ قلعہ کا کھلا یہ گروہ اول مجاہدین کا ایک باڑھ مارکر قلعہ کے اندر گھس گیا۔ پہلی باڑھ کی آواز سنکر مولانا صاحب بھی یورش کرکے مع سارے لشکر کے داخل قلعہ ہوگئے۔ اسوقت صرف ایک سو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے۔ چند دشمن جو مقابلہ کے پیش آئے مارے گئے باقی افغان و خیزان خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ مولانا نے دروازۂ قلعہ کا پورا بندوبست کرکے باقی لشکر کو اُس منافق کی خوابگاہ اور محلسرا پر روانہ کیا۔ قرابین اور بندوقون کی باڑھ نے اُسکو خواب استراحت سے جگا کر اس خدائی مار سے مطلع کیا اُسوقت اُسنے اُٹھکر اپنے لشکر کو کمربندی اور مقابلہ کرنیکا حکم دیا مگر بےسود کیونکہ اُسوقت تک اُسکی فوج نہتی یعنی خالی ہاتھ ہوکر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی اور تمامی ہتیار اور قلعہ مسلمانون کے ہاتھ آچکا تھا آخر اس حیص و بیص اور اضطراب مین کوٹھے پر پھرتا ہوا یہ منافق بھی مسلمانون کی گولی سے دارالبوار کو پہنچا۔ مجاہدین نے اُسکے مال و منال اور نقد و جنس پر دست درازی نہین کی مگر تھوڑے اونٹ اور ہتیار وغیرہ جو سامان حرب و ضرب کے وہان پائے گئے سب نمازیون کے تصرف مین آئے۔ مولانا نے اُس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملکی ملّانون نے بطمع دنیا بوقت شب اُسپر نماز پڑھکر چپکے سے اُسکو دفن کردیا۔ خادیخان کے مرنیکے بعد اُس ملک مین مجاہدین کی مخالفت روز بروز بڑھنے لگی یہانتک کہ راہ آمد و رفت پنجتار اور ہنڈ کی بند ہوگئی ڈاک بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی تھی۔ مولوی صاحب ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور قلعۂ ہنڈ پر قابض رہے اگرچہ بیرون قلعہ ایک ایک کوس تک بلا جماعت آدمیون کا جانا بھی دشوار تھا اسواسطے خود سید صاحب بھی مع فتح خان وغیرہ دیگر رؤسا اُس ملک کے بمقام زیدہ جو قلعۂ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لیگئے۔ امیرخان برادر خادیخان ازراہ نفاق ایک طرف سید صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھکو قلعۂ ہنڈ مرحمت ہوجاے مین احکامات شریعت کو قبول کرکے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین رہونگا چنانچہ اُسکی چاپلوسی اور دھوکہ مین خود سید صاحب بھی آگئے تھے کہ ایک فرمان بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے دخل یابی امیرخان مذکور بر قلعۂ ہنڈ تحریر کرکے آپنے بھیجدیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اُسکا ضرر بیان کرکے اُس حکم کو پھیر

منسوخ کرایا اور ایک طرف یہی امیر خان برادر خادیخان یار محمد خان رئیس المنافقین حاکم پشاور کو بوعدہ ادائے بارہ ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلاتا تھا - یار محمد خان مذکور نے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا اس موقع کو غنیمت جانکر تین سو سوار مع چار سردارون موضع ہریانہ دار الریاست امیر خان برادر خادیخان کو بھیجدیئے - سُنا ہے کہ سلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحب کے مقابل بھیجنے سے منع کر کے سمجھایا تھا کہ سید صاحب وہ شخص ہے کہ جسکے مقابل سے انٹورا نامی جنرل پنجاب کا باوجود موجودگی پندرہ ہزار فوج کے کترا کر بھاگ آیا اور پھر کبھی اُسطرف مونہہ نہین کرتا - مگر یار محمد خان نے اس نصیحت کو نہین سنا اور دانستہ بیگانی بلا کو آپ خرید لیا جسکے بُرے نتیجے مین اُسنے جان و مال و آبرو سب برباد کر دی - ان دنون مین (جبکہ دُرّانی سوار ہریانہ مین مقیم تھے) مابین لشکر امیر خان اور مجاہدین کے چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ رہا اور مخالفین ہر بار سخت نقصان اُٹھا کر بے نیل مرام پسپا ہو گئے - اسوقت تک دُرانیون کا لشکر جو قلعہ ہریانہ مین مقیم تھا مجاہدین کی پُھرتیون اور ہر بار کا تماشا دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہین ہوا - اِس عرصہ مین خود سردار یار محمد خان مع لشکر عظیم اور چھ ضرب توپ اور چند شاہین اور دو ہاتھیون اور بہت سے اونٹون وغیرہ سامان حرب وضرب کے موضع ہریانہ مین پہنچ گیا اور اپنی سلامتی سے ہریانہ مین داخل ہونے کی خوشی مین بہت سی توپین سر کرا کے ملک مین اپنی آمد کا ولولہ ڈلوا دیا چنانچہ ملکی لوگ توپون کی آوازین سُنکر ہیبت زدہ اور ہراسان ہو گئے جو مخالف تھے وہ فوراً درانیون سے جا ملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپون کے خوف سے مجاہدین کی اعانت سے پہلو تہی کر کے پہاڑون پر بھاگ گئے یا اپنے گھرون مین چھپ کر بیٹھ رہے - اسوقت صرف فتح خان پنجتاری اور ارسلا خان زیدہ والا اور کچھ مومنین ملک سمہ مجاہدین کے شریک تھے - یار محمد خان کے ہریانہ مین پہنچنے پر سید صاحب نے فوراً مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مع سارے لشکر کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ مین طلب کر کے حضرت مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیون کے واسطے حفاظت قلعہ ہنڈ کے چھوڑ دیا جب لشکر اسلام کی مین آرمی یعنی فوج کلان زیدہ مین جمع ہوئی تو مخالفون نے بوقت شب قلعہ ہنڈ کے قریب ایک پہاڑی پر مورچال بنانے شروع کی کہ کل کو یہان سے قلعہ ہنڈ مین گولہ باری کرینگے - مولوی مظہر علی صاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسوسون کی زبانی حال اس کارروائی منافقین کا معلوم ہو گیا اُنہون نے اسی وقت ایک جماعت بندوقچیون کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالون کو جا لیا اور چند بار ٹھین پھرتی سے مار کر بہتون کو داخل جہنم کر دیا اور جو باقی رہے تھے وہ سب سامان مورچال کا وہین چھوڑ کر فرار ہو گئے اور ایسی ہیبت اُنپر غالب ہوئی کہ پھر اردگرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا اُنکو حوصلہ نہوا *

جنگ زیدہ

۱۵ تاریخ ربیع الاول ۱۲۴۶ ہجری بروز دوشنبہ کو لشکر یار محمد خان مع اتواپ و شاہین وغیرہ سامان حرب و ضرب کے مقابل زیدہ کے پہنچگیا - ادہر لشکر اسلام بھی اُنکے مقابلہ کے واسطے امادہ و طیار ہوگیا اور قریب تھا کہ اُسی دم جنگ شروع ہو جائے مگر دشمنون نے اپنے مورچال وغیرہ کی تیاری کی غرض سے وہ دن صلح کے پیام بھیج بھیج کر ضایع کرادیا - جب شام تک اُنکے مورچال تیار ہوگئے تو رات کو صاف جواب دیدیا کہ ہم صلح ہرگز نہین کرینگے بلکہ جو سید صاحب کی طرف سے صلح کا پیام لائیگا ہم اُسکا سر قلم کردینگے - یہ جواب نخوت آمیز سنکر سید صاحب کی بھی حمیت ربانی اور غیرت حقانی جوش مین آئی اُسیوقت ایک لشکر جرار ہمراہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کے تیار کرکے شبخون مارنے کے واسطے اُنپر روانہ کردیا - اِس لشکر کی تیاری مین ایسی سرعت ہوئی کہ یار محمد خان کا قاصد جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر غالبًا آگے پیچھے ایک ہی ساتھ یار محمد خان کے لشکرگاہ مین پہنچے ہونگے - اس لشکر مین چھ سو چیدہ آدمیون کی جماعت تھی - صرف دو تین سو آدمی کمر بند سید صاحب کے پاس رہ گئے تھے اسوقت رات کا ایک بجا تھا - مولوی صاحب شیر خدا نے زیدہ سے باہر ہوکر مقدمات جنگ اور وضع رفتار وغیرہ ہر ایک کو سمجھادی - ہندوستانی بندوقچیون اور قرابین چیون کی ایک جماعت علیحدہ کرکے سب سے آگے روانہ کردی ولائتیون کو سب سے پیچھے رکھا - جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہنچا ایک طلایہ سوار ان دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھکر اپنے لشکر کی طرف بڑھا - مجاہدین نے تیز قدمی کرکے دشمن کے سوارونکا تعاقب کرکے جب اُنکو گولی کی زد پر چیال کیا تو تکبیر کہکر اُنپر ایک باڑھ ماری جسمین بہت سے سوار مردار ہوے اور باقی سراسیمہ طرف اپنے لشکر کے بھاگ گئے جنکے لشکر مین پہونچنے پر گولہ انداز جو کنارہ لشکر پر تھے ہوشیار ہوکر اتواپ اور شاہین سے مقابل ہوے مگر مجاہدین نے جرات اور پھرتی کرکے بڑی دلاوری کے ساتھ سب سے پہلے دشمن کی توپون کو چھین لیا - توپون پر قبضہ ہونیکے بعد مجاہدین نے آگے بڑھکر بھر مار شروع کی - پے در پے چند باڑھ سر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر مین بھگی پڑگئی - مجاہدین نے دشمن کے گولہ اندازون کو پکڑ کر اُنھین کے ہاتھ سے بھاگتے ہوے لشکر پر گولہ باری شروع کرائی - تھوڑی دیر مین سارے لشکرگاہ دشمن پر مومنین کا قبضہ ہوگیا - پلاؤ کی دیگین پکی ہوئی تیار تھین حسب اجازت مولانا کے مجاہدین نے نوش جان فرمائین - دو تین جوان عورتین بھی یار محمد خان کے خیمہ مین پائی گئین معلوم ہوا کہ کسی گانو ملحقہ سے واسطے بدکاری کے اُنکو پکڑ لائے تھے اُنکو اُسی دم رخصت کیا گیا - ملکی مخالفون کو توپون اور شاہین کی آواز سے فتح مخالفین کا گمان ہوا وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوے طرف لشکرگاہ دشمن کے مبارکباد دینے کو بڑھے مگر لشکر اسلام نے توپ اور شاہین کی باڑھ سے اُنکی تواضع کرکے اُنکو ثابت کرادیا کہ میدان جنگ مجاہدین کے ہاتھ مین ہے اور دُرانی شکست کھاکر فرار ہوگئے - اس رات کو دشمنون پر ایسی آفت

آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجانے نہین پائے یہانتک کہ اُنکے پاؤن کے جوتے بھی ہین چھوٹ گئے مجاہدین نے صرف اقواب اور شاہین اور
اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے غیرہ سامان حرب ضبط کر لیا باقی لاکھون روپیہ کا مال تنگی لٹیرے لوٹ کر لیگئے جب سید صاحب
کو اس فتح کی خبر پہنچی سجدات شکر باری تعالی بجا لاکر مظفر و منصور معہ سارے لشکر کے پنجتار اپنے رشید کوارٹر کو لوٹ آئے جس جس گانو مین سید صاحب
گانو کی عورتون نے مبارکباد کی دف بجا کر سید صاحب سے انعام لیا - اس جنگ مین خود یار محمد خان ایسا
سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا ابین موضع ہرمان اور ددھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے
ساتھ مر گیا اور قریب تین سو درانی مع بہت سے نامی سردارون کے مارے گئے - سید صاحب نے پنجتار مین
پہنچکر سارے ملکی اور مجاہدین کو جمع کر کے لوٹ کی برائیان سنائین اور فرمایا کہ عین معرکہ جنگ مین
لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لٹیرون کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہین
اور مال غنیمت کا چور دن قیامت کے اُس چوری کے مال کو لیکر دوزخ مین داخل ہوگا - اس وعظ کی تاثیر
سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لٹیرون نے واپس کر کے سید صاحب
کے حضور مین حاضر کر دیے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس نذر اللہ کے حسب قاعدہ شریعت سوار کو دو حصے اور
پیادہ کو ایک حصہ کر کے تقسیم ہو گیا - اُدھر مولوی مظہر علی صاحب نے امیر خان برادر خادے خان اور دوسرے
منافقون کے قلعون پر حملہ کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہو گیا -
اس جنگ زیدہ مین مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوئے
تھے - اس وقوعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی مین گرفتار ہو کر فنا ہو گئے جس سے
معلوم ہوا کہ منافقون کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس وقوعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت
سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اُنکے دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے
خائف ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحب کو پشاور مین
طلب کیا - اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب وہان تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک
اُس شہر پر آپکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہین تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ
بازی سے اُس شہر پر قابض ہو جائین اسواسطے واقع ۶ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۵ ہجری باتفاق سارے جملہ علماء و
رؤسا سے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور و
اطراف پشاور کے روانہ کی گئین - یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو مین یہان درج کرنا

نہین جانتا مگر اسکا ایک فقرہ جو مجھکو نہایت پسند ہوا بعینہٖ نقل کرتا ہون - یہ فقرہ صفحہ ۶۲ میں منظورۃ السعدا مؤلفہ مولوی جعفر علی نقوی مین درج ہے سید صاحب لکھتے ہین نہ باکسے از امرا و سلمین منازعت داریم و نہ باکسے از روسا و مؤمنین مخالفت - باکفار لیام مقابلہ داریم نہ با اعیان اسلام - صرف با درازمویان (یہان اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال رکھتے ہین مراد ہے) جویان مقابلہ ایم نہ با کلمہ گویان واسلام جویان و نہ با سرکار انگریزی کہ او مسلمانان رعایا ے خود را براے اداے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است +

بایام جنگ زیدہ میان نظام الدین چشتی مع ہمراہیان خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے انہون نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ مین ہمنے شاہ کشور حاکم کاشغر اور حاکم فیض آباد و محمد مراد بیگ حاکم قندہار وغیرہ اور بہت سے رئیسون کو بھی دکھلا کر ارادۂ اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور بروقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا مین پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اُس نامۂ فیض شمامہ کو پڑھکر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے امیرون اور مشیرون نے براہ حسد شاہ موصوف کو ورغلا کر یہ دھوکا دیا کہ یہ سفیر دراصل مرسلہ نصاریٰ (انگریز) حکام ہندوستان کے ہین اور براہ دھوکہ بازی امیر المؤمنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر یہان کے خبر اخبار لینے کو آئے ہین انکو جلد رخصت کر دینا چاہئے - تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار اور دو عمدہ بانو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اس سفارت کو رخصت کر دیا +

ان ایام مین عبد الحمید خان رسالدار امپوری جسکا ذکر خیر بمقام ٹونک ور پر ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا - سید صاحب نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کر کے اپنے یہان رسالدار مقرر کر دیا - انہی دنون مین حسب الطلب خان ش مان خان رئیس کنکری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور پیادے ساتھ لیکر سید صاحب موضع تربیلا پر جس پر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کرنیکو تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ مین تربیلا پر قابض ہو گئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اُسوقت پانچ ہزار فوج کے ساتھ علاقۂ سکندر پور مین تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیون نے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو تربیلا چھوڑ دینا پڑا تربیلا سے واپس آکر سید صاحب سید اکبر شاہ کے ستھانہ مین مہمان ہوئے اور وہانسے چلکر پاینده خان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

امیرالمؤمنین کی ملاقات ہوئی سید صاحب ابھی تک انہین اطراف مین تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور اپنی والدہ کے اِس طعنہ سے کہ تو ایسا بڑا صاحب فوج اور خزانہ ہوکر سید صاحب ایک فقیر سے اپنے بھائی کے قتل کا بدلا کیون نہین لیتا مع ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھ آیا قلعہ ہنڈ مین اُسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنہون نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک ہفتہ تک قلعہ کے اندر محصور ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا جب سلطان محمد خان حملون سے قلعہ کو خالی نکرا سکے تو اہل قلعہ پر رسد اور پانی بند کرا دیا پس جب اہل قلعہ کے پاس رسد نرہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور بضمانت و ذمہ داری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائین اور جہان چاہین چلے جائین کوئی اُنسے مزاحم ہوگا۔ جب اِس عہد و پیمان کے بعد غازی قلعہ سے باہر ہوے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کرکے اُن سب کو گرفتار کرلیا اور کہا کہ اپنے بھائی یار محمد خان کی قبر پر لیجاکر تم سب کو ذبح کرونگا۔ اِس بدعہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالبًا کوئی انگلستہین تھا ناراض ہوکر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہوگیا +

جب سید صاحب کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اسی وقت آپ پنجتار کو لوٹ آئے اور تیاری حملہ پشاور کی شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اس تیاری حملۂ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فورًا قلعہ ہنڈ کو خالی کرکے پشاور کی طرف بھاگا اور قیدی غازیون کو بھی ساتھ لیگیا راہ مین بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک مکان مین قید تھے رات کو نقب لگاکر فرار ہوگئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچگئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہوگیا تو سکھون نے حسب درخواست امیر خان برادر خادے خان کے اُس پر قبضہ کرلیا۔ اسوقت بھی ملک سمہ کا معاملہ دگرگون ہوگیا تھا اور ملکیون نے چارون طرف سے باغواے سرداران پشاور راہ مخالفت آغاز کردی تھی اِس سبب سے سید صاحب نے ناراض ہوکر چاہا تھا کہ اول مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر کے بھیجکر اُس ملک مین انتظام قیام لشکر اسلام کا کرین اور وہین سے کاروبار جہاد کا شروع کرین جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہوکر براہ پکھلی کشمیر کو روانہ ہوے تو پاینده خان حاکم امب و عشرہ نے جسکے ملک مین سے یہ راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو آگے جانے نہین دیا اِس سبب سے مولوی اسمٰعیل صاحب پھر پنجتار کو لوٹ آئے تب سید صاحب نے پاینده خان کو لکھکر بعبور تمام اُسکے ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُسنے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف آئین تو حرب و ضرب سے تیار ہوکر آئین۔ پاینده خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد ملکیون کی زبانی معلوم ہوا کہ پاینده خان اپنے ملک مین جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سید صاحب کو بھی ضرور ہوا کہ ایک

اسلام واسطے تادیب پایندیخان کے اُس طرف روانہ کرین - اسوقت سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو موضع کھار
مین چھوڑ کر اس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر مقرر کر کے بجانب آمب روانہ کر دیا اور مولانا ممدوح کو یہ وصیت
کر دی کہ اپنی طرف سے ابتدا جنگ کی نکرین اگر پایندیخان مقابل ہو تو پھر سیف وسنان سے جواب دینے کا اختیار ہے
یہ لشکر دو حصے ہو کر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی ہمشیرہ زادہ سید صاحب کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے قروسہ مین پہنچا - اور خود سید صاحب بھی پنجتار سے روانہ ہو کر اُسی نواح مین لوگون
کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے - پایندیخان نے جب چارون طرف سے اپنے تئین لشکر اسلام کے
محاصرے مین دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحب اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مشعر اظہار
انقیاد اور فرمانبرداری اپنی کے تحریر کر کے درخواست صلح کی کی - مولانا ممدوح اس عرضی کو پڑھ کر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندیخان سے صرف یہی تھا ہمکو اُس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہین ہے اور اُسی وقت
مولانا سید احمد علی صاحب کو بھی جو عشرہ والے دستہ کے سردار تھے تاکیدًا لکھدیا کہ آپ بلا حکم ثانی پایندیخان
پر حملہ نکرین جب لشکر اسلام حملہ سے رُک گیا پایندیخان نے دستہ اسلام متعینہ آمب کو غافل پا کر خود اُن پر حملہ
کرنا چاہا مگر صلح کے انتظار مین اسلامی فوج کچھ غافل نہین ہو گئی تھی اُسنے پایندیخان کے لشکر کو آتے دیکھکر
وہ سبق دیا کہ اُنکو خائب اور خاسر ہو کر پسپا ہونا پڑا اور اُدھر سے بندوقون اور جزائلون کی آواز سنکر دستہ متعینہ
عشرہ بھی آکر شامل ہو گیا اس دستہ دوم کے پہنچنے تک پایندیخان براہ گھاٹ چتربائی دریاے اباسین
عبور کر کے فرار ہو گیا - اسکے فرار ہونیکے بعد قلعۂ آمب بھی مسلمانون کے ہاتھ مین آگیا اس جنگ آمب مین چھ
غازی شہید ہوے - اُسی دم مژدہ اس فتح کا سید صاحب کی خدمت مین پہنچایا گیا - اسی جگہ یعنی
قلعۂ آمب مین سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو بھی بلا لیا تھا - اس ملک مین بھی احکام شریعت جاری
ہو کر جا بجا قاضی اور محتسب مقرر ہو گئے تھے اور ترک نماز اور میدان مین ننگے نہانے پر (جیسیکہ پہلے سے
ولایتی نہایا کرتے تھے) تعزیر مقرر ہو گئی تھی - دفتر وغیرہ سب آمب مین آگیا تھا - اسوقت سید صاحب کے
دفتر مین نو دس محرر تھے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب رام پوری سید صاحب
کے وزیر تھے - سید صاحب کی مُہر جسپر اِسْمُهٗ اَحْمَد کھُدا ہوا تھا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ مین اور
گاہے گاہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ مین رہتی تھی - ہر نامہ اور مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب
کی مُہر ثبت ہوا کرتی تھی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مہر جسپر وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ کندہ تھا
منشی فضل الرحمن صاحب کے پاس رہتی تھی - ان ایام مین سید صاحب نے مولوی نظام الدین صاحب چشتی
کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کر کے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا ملک کاغان مین جو

ہوکر بھر بار کا بھی کچھ موقع نہونے پایا جسمین چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب دو نو سردار بھی شہید ہو گئے۔ سکھون کے پاس بڑے لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہین دیسکتے تھے۔ اس عرصہ مین دوسرے کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قرابین چیون کی ایک آزمودہ کار افسر کے ماتحت صف بندی کر کے باقاعدہ حملہ آور ہوے جسنے چند باڑھون مین سکھون کا دو چند نقصان کر کے انکو پسپا کر دیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڈھی شنکلی اور گڈھی چھتری کو سکھون کے ہاتھ سے چھین کر بعد عہد و پیمان مسلمان سردارون کے سپرد کر آئے اور پھر اس کُل لشکر کو ساتھ لیکر آنب کو لوٹ گئے ؛

انہ دنون مین سردار وزیر سنگھ جمعدار خسر پورہ راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر سید صاحب کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے اباسین کے اُس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ مین ہے اُسکو راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے انعام تصوّر کر کے بلا مزاحمت احدے اُسکو اپنے قبض و تصرف مین رکھین اور بے دغدغہ احکام شریعت کو اس ملک مین جاری کرین لیکن قصد اس جانب دریائے اباسین کے نکرین اور سید صاحب فقیر ہین اور ہم امیر ہین سو امیرون پر فقیرون کی خدمت کرنا اور فقرا کو دعا گوئی امرا کی ضرور ہے۔ اگر سید صاحب اس سے زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو مثل دنیا دارون کے حریص سمجھے جائینگے اور پھر اسطرف سے بھی تیاری جنگ کی کر کے اُنکی بیخکنی کی جائیگی۔ اگر سید صاحب اسقدر پر قانع رہین تو اُنکی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے اور زیادہ طلبی مین دونو طرف کا نقصان ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ ان شرائط کے اپنا سفیر مع جواب نامہ کے ارسال فرمائین ؛

یہ دونو سفیر جب انب مین پہنچے اور سید صاحب کی زیارت سے مشرف ہوے اور آپکے کلمات ہدایت آمیز روزانہ سُننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہو گیا مگر سید صاحب نے اُسکو اجازت دیدی کہ تاوقت مصلحت و موقع اپنے اسلام کو مخفی رکھکر خیر خواہی اسلام کی کرتا رہے۔ ان ایام مین راجہ شیر سنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید صاحب کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے اٹک کے کنارہ پر پہنچکر مقیم تھے اُسوقت سردار فتح خان رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کرے اُسنے سید صاحب کو اسکی اطلاع کر کے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کے واسطے ارسال کر دیا۔ مولوی خیر الدین شیر کوٹی اور حاجی بہادر شاہ خان مع آٹھ آدمیون کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہو کر مع جواب نامہ راجہ رنجیت سنگھ

کے ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیزالدین صاحب کے روانہ کئے گئے۔ یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب
مین بھیجی گئی جہان بمجرد پہنچنے اس سفارت کے نقد اور جنس بعنوان رسد اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار
خالصہ سے مقرر ہوگیا۔ ایک ملا کے گھر پر جو مریدان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی
دوسرے دن مولوی خیرالدین صاحب حاجی بہادر شاہ خان صاحب بمعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا
صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے یہ دونو صاحب مسلح اسکے خیمہ مین داخل ہوئے اسوقت اس خیمہ
مین ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسیس کرسیون پر بیٹھے تھے۔ یہ لوگ السلام علی من اتبع
الہدیٰ کہکر میز کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے رہے اسوقت انٹورا
صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیزالدین صاحب کو طلب کرکے ان سفیرون کو پاس بٹھلادیا پھر انٹورا
صاحب نے ان سفیرون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم دونو مین مولوی کون ہے۔ حاجی بہادر شاہ خان صاحب
نے مولوی خیرالدین صاحب کی طرف اشارہ کیا تب انٹورا صاحب نے مولوی خیرالدین صاحب سے کہا کہ
مین آپسے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہون۔ مولوی خیرالدین صاحب نے ازراہ دوراندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی
کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہون انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپکی خاطر خاطر مین
آئے بلا تکلف فرمائین مین ہرگز رنجیدہ نہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہو کیونکہ مین خود بھی کسیقدر
دین اسلام سے واقف ہون مینے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے۔ پھر کہا
کہ جسوقت میرا ڈیرہ حضرو مین تھا اسوقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کی طرف سے میرے پاس
آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسفزئی
کی لیا کرین تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور ویرانی سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی تاراجی
اور خرابی اور آتش زنی سے مخلصی پائین سو یہ بات مجھکو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمین دونو طرف کی
بھلائی ہے۔ کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کی طرف سے تھا۔ مولوی خیرالدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بالکل
دروغ ہے کسی مکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی خلیفہ صاحب کو اطاعت
کفار اور انکو مالیہ دینے سے کیا کام۔ خلیفہ صاحب واسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دور دست
مین نہین آئے۔ یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر انکو ملک اور جاگیر کی طمع نہین ہے
تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور ذخائر اور فوج وعساکر سے کسواسطے ارادہ جنگ و
جدال کا رکھتے ہین۔ مولوی صاحب نے فرمایا غالباً آپنے سنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان میں
بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوا خلائق ہین اس ملک مین لاکھون آدمی آپکے مرید شیدا اور جان نثار ہین

اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر پر بیٹھے ہوے مثل امیرون کے عیش و آرام کرتے رہتے واسطے حاصل کرنے دنیا کے اُنکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی - انٹروا صاحب نے کہا البتہ مینے سُنا ہے کہ خلیفہ صاحب کو ہر طرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہانکے حاکم اور امیر اُنکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑ کر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی محض بطمع موہوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور رات دن جنگل اور پہاڑون مین مشقت اُٹھانا اور باوجود بے سر و سامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کون عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب کے نہین ہے اب آپ دل لگا کر سُنئیے کہ وہ قوی سبب کہ جسنے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑا کر ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہین کر رکھے بلکہ اُنمین ایک لُطف اور لذت دالرکھی ہے یہ ہے کہ دین اسلام مین بعد ایمان توحید آلہ پانچ احکام فرائض ضروریہ دین سے ہین کہ اُنکے ادا کرنیکی اللہ تعالی کیطرف سے بڑی تاکید اکید آئی ہے وہ پانچون حکم نماز - روزہ - زکوٰۃ - حج - جہاد ہین - نماز روزہ تو ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہے اور زکوٰۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور حج تمام عمر مین ایکبار صرف غنی لوگون پر فرض ہے - نماز روزہ - زکوٰۃ تینون سے مشکل حج کا ادا کرنا ہے جس سے بہت لوگ بوجہ سُستی اور خوف سفر دور و دراز کے محروم رہتے ہین مگر خلیفہ صاحب نے باوجود بے سر و سامانی کے سات آٹھ سو آدمیون کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے اِن ایام مین کسی امیر اور دولتمند سے بھی اسطرح پر بن نہین آیا - انٹروا صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سا حج آجتک کسو سے نہین ہوسکا اُسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچوان فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچوین فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہین اور صدہا حیلے حوالے کر کے اُس سے مُنہ چُراتے ہین - اس سبب سے اُن پہلے چار فرضون سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے مین جان و مال و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر فرض نہین ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیا کو بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا یہ بات آپکو کتب تواریخ اور توریت وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی - انٹروا صاحب نے کہا ہان یہ بات راست ہے اور جہاد کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہین - اُسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک بڑی صاحب ارشاد اور اُلوالعزم ہے - بعد ادا کرنے حج اُنہون نے چاہا کہ اس پانچوین فرض اور عبادت شاقہ کو بھی ادا کرین اور اُس عبادت شاقہ کے ادا کرنے

کے واسطے دو شرطین بھی ہین ایک وجود امام اور دوسرے جائے امن سو سید صاحب نے سنا تھا کہ قوم یوسفزئی
سکھون سے لڑتی بھڑتی رہتی ہے مگر کوئی سردار قابل اس کام کے اُنمین نہ تھا لہذا سید صاحب واسطے ادا
کرنے اُس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک مین تشریف لے آئے اور بڑی کوشش
اور ترغیب و تحریص سے اِس ملک کے لوگون کو بھی شریک اِس کام کا کر لیا چنانچہ اس ملک کے لاکھون
آدمیون نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کر لی اور اُنکو اپنا سردار بنا لیا۔ پس اسی روز سے آپ
بلفظ امام یا امیر المؤمنین یا خلیفہ کے مشہور ہین اور آپکو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک گیری اور
جنگ و جدل ہی مراد نہین ہے لفظ جہاد کے معنی سعی اور کوشش کرنا ہے سو حسب طاقت اور حوصلہ
خود واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیان باطلہ اور ذلت کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد
ہے اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہین ہے کہ امام وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا مہیا
کرے۔ ترقی دین اور اُسکے سامان مین کوشش اور سعی حسب مقدور خود کرنا جہاد ہے پس اگر کسی وقت
جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اُسوقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع مین قتال
کہتے ہین پس اگر فتح ہو جائے تو ملک کفار پر تسلط کر کے دین اسلام کی ترویج کرے کیونکہ جہاد سے اصل مطلب
ترقی دین کی ہے اور فتوحات اُسکا ثمرہ ہے بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرط حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ
مجاہدین اور غازیون کے فضائل بھی قرآن و حدیث مین بہت ہین اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ
کفار کے ہاتھ سے شہید ہو کیونکہ بعد پیغمبرون کے شہدا کے مرتبہ کو کوئی نہین پہنچتا۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ اِن
سب باتون کو مین قبول کرتا ہون مگر عقل کی رُو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سروسامانی مین کہ
نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہون سے لڑنا سراسر نادانی ہے مولوی صاحب نے کہا کہ دنیادار
کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوند تعالیٰ کی قوت اور قدرت پر بھروسا ہے ہم وہ لوگ ہین کہ
ہمکو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم ان دونو کو خداوند تعالیٰ کے ہاتھ مین جانتے ہین ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ
خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکرون کو شکست اور ہزیمت
دلا دیتا ہے اگر آپکو اِس سے انکار ہے تو آپکا دعویٰ تاریخ دانی کا غلط ہے کیونکہ کسی پیغمبر کے پاس خزانہ اور فوج
اور توپ رسکلہ نتھا اُنکو محض بتائید الٰہی بڑے بڑے زبردست بادشاہون پر فتح ہوئی ہے۔ اسکے بعد انٹورا
صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ کل فوج جسکو تم دیکھ رہے ہو پنجتار پر جائیگی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکے پنجتار
جانے سے ہم آپکے قابو مین نہین آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت امب مین ہین اور امب کے ایکطرف دریائے
اباسین اور دوسری طرف بڑے پہاڑ سخت اور دشوار گزار ہین وہان آپکا دخل ہونا محال ہے اُس جگہ

تھوڑی سی فوج آپکے اس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے - انٹورا صاحب نے کہا در حقیقت اب ایک سخت مقام
ہے پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھکو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے اسی سبب سے راجہ رنجیت سنگھ کے حضور مین
مین بدنام ہو رہا ہون لیکن جنگ کے وقت اس محبت سے کچھ فائدہ نہو گا اُسوقت ہمکو ضرور نمکحلالی کرنی ہوگی
پھر انٹورا صاحب نے کہا مین اسقدر چاہتا ہون کہ ما بین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور
تحائف کی جاری ہو جائے پہلے مین کوئی چیز خلیفہ صاحب کے واسطے ہدیہ بھیجتا ہون معلوم نہین کہ خلیفہ صاحب
اُسکے عوض مین کونسا تحفہ عنایت کرینگے تاکہ میرے یہانسے واپس جانیکا ایک عذر معقول میرے لئے
ہو جائے اُسکے بعد ملک یوسف زئی پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے پھر فوج خالصہ اس ملک
پر کبھی نہ آئیگی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہین ہے اگر آپکو
کچھ غرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جُنبانی کرو - خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ اور صاحب ہمت
ہین آپکے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سر بند یا کلاہ یا
جُبّہ ہوتا ہے اور اُنکی سرکار مین ہتیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود مین تعجب نہین کہ کوئی ہتیار بھی عنایت
کردین - انٹورا صاحب نے کہا کہ سر بند و کلاہ و سلاح کو لیکر مین کیا کرونگا اگر ایک گھوڑا العوض میرے تحائف
کے عنایت کردین اُسوقت البتہ مجھکو جوابدہی اور بریت کی گنجائش ہو جاے - مولوی صاحب نے فرمایا کہ
مین آپکا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ
صاحب عقلمند آدمی ہین وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کر لینگے کیونکہ یہ بات دور اندیشی طلب ہے
اُسوقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولوی صاحب کو اشارہ کیا کہ جو کچھ
وہ کہتا ہے قبول کر لو مگر مولوی صاحب نے اپنی عقل دور اندیش سے مشورہ کرکے پھر بھی فرمایا کہ یہ امر وہ شخص
قبول کر سکتا ہے جو طالب ملک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص برائے اعلائے کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو
اُسکو یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے مین ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہین لکھ سکتا
کیونکہ مین اور خلیفہ صاحب اس نیت اور ارادہ مین دونو برابر ہین مین خوب جانتا ہون کہ جیسے نماز روزہ
وغیرہ اعمال صالحہ ریاکاری سے باطل ہو جاتے ہین اسیطرح ایسی نیت اور ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل
ہو جائیگا - ایسے سوال کے انکار کرنے مین مین اور خلیفہ صاحب دونو برابر ہین - انٹورا صاحب نے واسطے گھوڑے
کے اور دو تین بار اصرار تمام مولوی صاحب سے کہا تب مولوی صاحب نے دق ہو کر فرمایا کہ بار بار تکرار اس سوال
کی بیہودہ ہے ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آپکو نہ دینگے کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے
کا ہے آپکو بطور خراج گھوڑا کسطرح دین - اُسوقت انٹورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب انکار کرتے

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہو جاوینگے تو مین خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پر فوراً مسلمان ہو جاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر بوقت
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کرینگے انشاءاللہ تعالی بعد سننے انکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی
ہین خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کر دینا مولوی صاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود ایک
ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو معلوم گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچایا ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کر دینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا انکے ہاتھ مین ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ایسے
ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے مولوی صاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان مین خلیفہ صاحب کے لاکھون مرید جان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کر کے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا آخر
اتنی محنت اور مشقت سفر دور و دراز کی اٹھا کر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھون کے کہ انہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کر کے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقرعید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزون کو چھوڑ کر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کر سکوگے۔ مولوی
صاحب نے فرمایا انشاءاللہ تعالی اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہو کر حکیم عزیز الدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرما کر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نومسلم خفیہ نے مولوی خیر الدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر خادے خان ایک جگہ جمع ہو کر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیر الدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے پنجاب پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کا

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو مین خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا - مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر اسوقت
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کرینگے تو انشاء اللہ تعالی بعد سننے اُنکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی - پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی
ہین خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولویصاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود ایک
ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مولمو گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچایا ہوگا - مولویصاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا اُنکے ہاتھ مین ہے - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ایسے
ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے مولویصاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان مین خلیفہ صاحب کے لاکھون مرید جان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے - پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا ناحق
اتنی محنت اور مشقت سفر دور و دراز کی اُٹھا کر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے - مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھون کے کہ انہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزون کو چھوڑ کر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کر سکوگے - مولوی
صاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالی اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا - جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بلاؤنگا - مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوکر حکیم عزیز الدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے - دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نومسلم خفیہ نے مولوی خیر الدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر خادے خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیر الدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے پنجتار پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کا

کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے۔ آپ مولوی اسمٰعیل صاحب متعینہ پنجتار کو خاص اِس یورش کی اطلاع کر دیوین۔ اُسوقت مولوی صاحب نے مُلّا اپنے میزبان کو جو ایک مخلص خاص تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کر دیا اور اُسکو یہ بھی کہدیا کہ راہ مین جو گانو مخلصین خاص کے ملین اُن سب کو اِس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا۔ جب ایک پہر رات باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ بمقام زیدہ جو پنجتار سے چھ کوس ہے جا کر مقیم ہوا۔ بعد غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ مین یہ مشہور ہو گیا کہ آجکی رات پنجتار سے اِس لشکر پر شبخون آویگا اِس خبر وحشت اثر کے سُننے سے تمام لشکر خالصہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس رات کو نہین سویا ہر سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوے کھڑا رہا۔ رات کو پانی کے جھرنون اور نالون مین زور سے پانی گرنے کی آواز سے خائف ہو کر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیون کا شبخون آپہنچا اُس خوف اور پریشانی مین ہر آہٹ اور کھٹکا غازیون کی تصویر ہو کر فرار پر آمادہ کرتا تھا یہانتک کہ اُس رات کو لشکر خالصہ مین بے طرح شور و غُل ہو کر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا۔ انٹورا صاحب نے لشکر کا یہ حال دیکھکر **یوسف خان** اجیٹن اور دوسرے افسرون کو بُلا کر کہا کہ آج لشکر پر کیا آفت پڑی ہے کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے ان افسرون نے ہر ایک آدمی کو تسلّی اور تشفّی دیکر بھاگنے سے روکا مگر یہ اثر صرف چند لحظہ رہا۔ جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع احدے سارا لشکر بڑی سرعت سے پسپا ہو کر دریائے **گنڈہ** پہ سے براہِ پُل عبور کر کے طرف اٹک کے بھاگا چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے سے نہین پوچھتا تھا کہ کیون اور کدھر جاتے ہو مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانون کے بنگیا تھا یہانتک حملہ مجاہدین کا خوف تھا کہ اِس لشکر نے دریائے گنڈہ سے عبور کر کے بلا حکم کسی افسر کے پُل کو بھی توڑ ڈالا کہ کہین غازی اِس پُل کے راستے سے یورش نہ کرائین۔ اُسی دن مولوی خیر الدین صاحب بھی بلا حصول جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہان سے روانہ ہو کر پنجتار کو چلدیے۔ اور پنجتار مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے ملاقات کر کے دوسرے دن بمقام امب خلیفہ صاحب کی خدمت مین جا پہنچے اور ساری حقیقت سوال و جواب اور تواضع اور رخصت وغیرہ کی ہو بہو حضرت کی خدمت شریف مین عرض کر دی **سید** صاحب نے سنکر فرمایا شاباش و جزاک اللہ خیراً یہ تمامی جواب جو تمنے دیے ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے اور اِس فقرہ کو سنکر کہ گھوڑا گیا ہم گدھا بھی آپکو نہ دینگے **سید** صاحب بہت خوش ہوے **سید** صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا کہ اپنے وعدہ ارسال جواب کا بھی نہین کیا +

اِن واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعۂ ہنڈ پر قابض تھے خود بخود اُسکو خالی کر کے بجانب حضرو فرار ہو گئے اُنکے فرار کے بعد لشکر غازیان قلعۂ مذکور پر جا کر قابض ہو گیا +

حملہ انٹورا صاحب بر پنجتار

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ مین جاری ہوا تو اس ملک کی کنواری عورتون نے جو بعد
کوئے دنا یعنی منگنی مع ایجاب و قبول اور نیز ان عورتون نے جو بلا کوئے دنا اپنے والدین کے گھرون مین بیٹھی
ہوئی بڈھیان ہو جاتی تھین آوازۂ انصاف حضرت امیر المؤمنین کا سنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعون سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جلسا کابر خوانین اور علماء حامی دین اس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالی نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطائے دخترون کے مخصوص نہین فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دخترون کو کسیکے نکاح
مین نہ دیوے اور اس تجارت کو وسیلہ پیشہ کسب کا کرے بلکہ ہر قوم مین لڑکے اور لڑکیان دونو پیدا ہوتی
ہین پس جسقدر رقم بعوض لڑکیون کے دوسرون سے لیتے ہو اسیقدر اپنے لڑکون کے نکاح مین دوسرون کو
دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور چونکہ یہ لین دین سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کر دینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دور دست مین جا کر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتون تک مفقود الخبر
رہتے ہو بہت آدمی راہ مین مر جاتے ہین اور بہت آدمی ان ملکون مین کسی عورت کو متعہ پا کر پھر یہان
واپس نہین آتے اور لڑکیان والدین کے گھرون مین بیٹھی ہوئی بڈھیان ہو جاتی ہین اور اکثر ان مین تقاضائے
نفس اور شہوت کے بدکاری مین گرفتار ہو جاتی ہین اگر یہ کل لڑکیان جو اسطرح سے رکی ہوئی ہین بروقت
بلوغ اپنے شوہرون کے گھرون مین چلی جاتین تو انسے ہزارون مسلمان پیدا ہوئے ہوتے اور یہ سب خرابی
اس روپیہ معاوضۂ نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل و جان قبول کر کے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کر لیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کر کے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہین ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود پشاور کو درانیون کے پاس چلا گیا - جا بجا اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزارون جوان لڑکیان شوہر والیان ہو گئین سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی و مردان کے ایک شبخون ہوتی و مردان کو روانہ کیا امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمعیل
صاحب تھے - انکے تابع عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے دشمنون کو کسی ذریعے سے
اس شبخون کی خبر پہنچ گئی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزار ہا ولائتیون کے تیار تھے مگر غازیون نے حملہ
کر کے گڈھی کو فتح کر لی مگر قاضی حبان صاحب جو ولائتیون مین اول درجہ کے مؤمن اور متبعین لشکر اسلام
اور سید صاحب کی طرف سے تمام ملک سمہ اور تنول مین قاضی القضاۃ تھے شہید ہو گئے مولانا محمد اسمعیل

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ مین جاری ہوا تو اُس ملک کی کنواری عورتون نے جو بعد
کوئے و نا یعنی منگنی محاسباب قبول یا وربیز اُن عورتون نے جو بلا کوئے و نا اپنے والدین کے گھرون مین بیٹھی
ہوئی بڑھیان ہو جاتی تھین آوازۂ انصاف حضرت امیر المؤمنین کا سُنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعون سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جملہ اکابر خوانین اور علماء حامی دین اُس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطائے دخترون کے مخصوص نہین فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دخترون کو کسیکے نکاح
مین نہ دیوے اور اس تجارت کو وسیلہ پیشہ کسب کا کرلے بلکہ ہر قوم مین لڑکے اور لڑکیان دونو پیدا ہوتی
ہین پس جسقدر رقم بعوض لڑکیون کے دوسرون سے لیتے ہو اُسیقدر اپنے لڑکون کے نکاح مین دوسرون کو
دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور چونکہ یہ لین دین سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کردینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دور دست مین جاکر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتون تک مفقود الخبر
رہتے ہو بہت آدمی راہ مین مرجاتے ہین اور بہت آدمی اُن ملکون مین کسی عورت کو مُفت پاکر پھر یہان
واپس نہین آتے اور لڑکیان والدین کے گھرون مین بیٹھی ہوئی بڑھیان ہو جاتی ہین اور اکثر اُنمین تقاضائے
نفس اور شہوت کے بدکاری مین گرفتار ہو جاتی ہین اگر یہ کُل لڑکیان جو اسطرح سے رُکی ہوئی ہین بروقت
بلوغ اپنے شوہرون کے گھرون مین بیاہی جاتین تو اُنسے ہزارون مسلمان پیدا ہوے ہوتے اور یہ سب خرابی
اُس روپیہ معاوضۂ نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اُس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل و جان قبول کرکے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کرلیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کرکے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہین ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑکر خود پشاور کو درانیون کے پاس چلا گیا۔ جابجا اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزارون جوان لڑکیان شوہر والیان ہوگئین سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی و مردان کے ایک شبخون ہوتی و مردان کو روانہ کیا امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب تھے۔ انکے تابع عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے دشمنون کو کسی ذریعہ سے
اس شبخون کی خبر پہنچی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزارہا ولائتیون کے تیار تھے مگر غازیون نے حملہ
کرکے گڈھی کو فتح کرلی مگر قاضی حبان صاحب جو ولائتیون مین اول درجہ کے مومن و متقیون مین اشد اسلام
اور سید صاحب کی طرف سے تمام ممالک سمہ اور تنول مین قاضی القضاۃ تھے شہید ہو گئے۔ مولانا محمد اسمٰعیل

صاحب نے دونو گڈھیون کو فتح کرکے بعد لینے عہد و پیمان مشعر قبول احکام شریعت و خدمتگزاری و رفاقت مجاہدین کے سپرد رسول خان برادر احمد خان باغی کے کرکے آپ مع لشکر مجاہدین بخیریت تمام پنجتار کو لوٹ آئے
احمد خان باغی رئیس ہوتی مردان بڑی سعی اور کوشش سے درانیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے چڑھا لایا۔ جب درانیون کا لشکر چمکنی مین پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی۔ سلطان محمد خان حاکم پشاور نے خطوط دھمکی بنام جملہ خوانین سمہ تحریر کرکے اس مضمون کے روانہ کئے کہ تمنے بشراکت سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مار ڈالا اور گڈھی ہوتی مردان تمہاری شرکت اور امداد سے سید صاحب کے قبضہ مین آگئے پس اب مجھکو ضرور ہوا کہ اسکا عوض تمسے اور سید صاحب تلوار سے لون یہ یورش ایسی پرجوش تھی کہ تمامی افواج درانیان اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور نیز سید محمد خان و پیر محمد خان و برادران و حبیب اللہ خان برادرزادہ سلطان محمد خان بھی اسمین شریک تھے اور یہ ارادہ کرکے نکلے تھے کہ سید صاحب اور غازیون کو یکقلم نیست و نابود کرکے ستہ کے ملک کو بھی اجاڑ دینگے
سید صاحب نے عبد الحمید خان رسالدار کو واسطے سد راہ حملہ آور درانیون کے بھیجکر مین اُنکے رہ پر گڈھی امان زئی مین اپنی کسیقدر فوج بطور ہراول قایم کرادی۔ انب کا قلعہ مع حرم محترم سید اکبر شاہ ستھانوی اور شیخ بلند بخت کی نگرانی مین مع کسیقدر غازیون کے چھوڑکر خود سید صاحب بھی انب سے روانہ ہوگئے۔ جب سید صاحب ستھانہ مین پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ باشارہ درانیان ادھر سکھون کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ انب اور جیر بانی کے چڑھائی کرکے آتا ہے تب سید صاحب پھر انب کو لوٹ آئے اور ایک خندق بجانب شمال قلعۂ انب کے کھدوادی۔ سکھون کی فوج نے محاذی گڈھی جیر بانی کے اباسین کے دوسرے کنارہ پر ایک سنگی دمدمہ تیار کرایا اور اُس دمدمہ مین توپین رکھکر گڈھی جیر بانی پر گولہ باری شروع کی غازیون نے بھی اپنی توپ اور شاہین سے اُنکو خوب خوب جواب دیا یہانتک کہ لشکر خالصہ سخت ہزیمت اٹھاکر پسپا ہوگیا جب سید صاحب کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع تین آدمی یعنی فوج کلان اور نامی سرداران کے پنجتار مین پہنچے اور وہانسے بمعیت چار پانچ سو غازیون کے گڈھی امان زئی مین داخل ہوئے اُسوقت مسلمانون نے درانیون کی دھوم دھام اور کثرت اتواپ و شاہین کا حال سنکر سید صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ قلعۂ انب سے اور جیر بانی سے کچھ توپین اور شاہین واسطے جواب اور مقابلہ درانیون کے منگا لینا چاہیئے آپنے فرمایا کہ ہمکو توپ رہکلہ پر بھروسا نہین ہے ہمکو فقط تائید غیبی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزون کو ایسی زبردست صاحب اتواپ و شاہین پر غالب کرے۔ گڈھی امان زئی مین پہنچنے کے بعد سید صاحب کو بذریعہ جاسوسون کے معلوم ہوا کہ درانیون کا لشکر چمکنی سے کوچ کرکے براہ ہشت نگر اتمان زئی مین پہونچگیا تب سید صاحب نے

حملۂ سکھان بر گڈھی جیر بانی

واسطے رفع حجت مخالفون کے حسب قاعدۂ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خانصاحب کو اس
مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اِس ملک مین واسطے مقابلہ و مقاتلہ کفار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے آئے ہین مسلمانان
کلمہ گو سے لڑنے نہین آئے تم بار بار ہم پر چڑھائی کرکے کاروبار جہاد مین خرابی ڈالتے ہو تم اللہ سے ڈر کر
بمقابلہ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ خیر اگر آپکا ارادہ ہمپر حملہ کرنیکا ہے تو ہم عاجز و ناتوان بھی اللہ پر بھروسا
کرکے آپکا جواب بضرب سیف و سنان دینے کو حاضر ہین اور فتح و شکست خداوند تعالی کے ہاتھ مین ہے
سردار سلطان محمد خان متکبر نے اُس نامۂ فیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ ہمنے آپکے مضمون نامہ پر اطلاع
پائی آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کے واسطے اس ملک مین کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہین اور کلمہ گویون سے
لڑنے نہین آئے ۔ یہہ سب آپکی اللہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور نیت کاسد ہے آپ فقیر ہوکر ارادہ امارت
اور حکومت کا رکھتے ہو پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہے کہ تمکو قتل کرکے اِس زمین کو تمسے پاک
کرین ۔ جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحب کو پہنچا تو کل حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے
چارہ نہین ہے تحریر و تقریر کی گنجائش نہین رہی اب آپ صلح سے ہاتھ دھو کر جنگ کی تیاری کیجئے ۔ لیکن
سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ سے ایسے وقت مین غفلت کرنا مناسب نہین ہے مگر میرے نزدیک ایکبار
اور لکھکر پوری حجت قائم کردینا چاہیئے تاکہ عند اللہ اُنکو کوئی جائے عذر باقی نرہے اسواسطے ایک دوسرا نامہ
بدین مضمون اُنکو لکھکر روانہ فرمایا ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ تمنے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لاکر خدا کے واسطے
کمر باندھنے والون مین اپنے تئین شمار کیا ہے اسواسطے جو کچھ خلاف حکم اور مرضی اُس احکم الحاکمین کے ہمارے
اعمال و افعال مین موجود ہو تم اُسکو ثابت کردو کیونکہ ہماری تمامی ہجرت و جہاد اور صلح و جنگ مشمولہ اُسکی رضا
کی ہے اگر کوئی امر نامشروع حسب قاعدہ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت مین آپکو کچھ حاجت
لشکر کشی کی ہمپر نہوگی ہم خود دونو ہاتھ باندھکر واسطے پانے سزا اپنے اعمال نامشروع کے بسر و چشم آپکی خدمت
مین حاضر ہو جائینگے اور آپکو یہانتک آنیکی تکلیف نہ دینگے ۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ÷ اور اگر کوئی امر خلاف شرع
شریف ہماری نسبت ثابت نہو اور ہم اور تم دونو نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہے تو پھر اب ہمکو اُسکی
تلاش کرنی چاہیئے کہ تم دونو مین کون آدمی اپنے دعوے مین جھوٹا اور مخالف احکام اُس معبود حقیقی کے
ہے پس بعد تلاش اُسکو ترک کرکے تابعدار حکم الٰہی کا ہوجانا چاہیئے ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْاِثْمُ
عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی ۔ اب اس آخری نامۂ لاجواب کو پڑھکر اُسکو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نرہی اُس
آخری نامہ کو پڑھکر سید صاحب کے نامہ برکو زبانی کہا کہ ہم اس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دینگے ۔
بعد پہنچنے اِس فرعونی جواب کے سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہوگئی اور دشمن کو

جنگ مہیار

جگہ کلام کی باقی نہ رہے ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شر کو ہم پر سے خود دفع کریگا اور بیشک ہم حقیقی اس نخوت و
تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمامی غرور اُسکے سر ناپاک سے دور ہو جائیگا اُسی روز سواران طلایہ نے
آکر خبر دی کہ دُرّانیون کا لشکر گڈھی مہیار مین داخل ہونیکا قصد کرتا ہے اُسی دم لشکر اسلام مین تیاری
کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر فوراً تیار ہوکر بجانب مہیار روانہ ہوگیا درانی جرنیل کہ اہل قلعہ مہیار کو درانی
لوگ ہوشیار پاکر خائب و خاسر پسپا ہوگئے اُسدن لشکر اسلام وہین ٹھیر گیا دوسرے دن بعد نماز فجر
کے پھر میدان مہیار مین تمام لشکر درانیون کا بہ ارادۂ جنگ صف آرا ہوا ادھر سے لشکر اسلام
بھی تیار ہوکر بارادۂ جنگ روانہ ہوا تھوڑے آدمی قلعۂ مہیار اور رود بار مہیار کی حفاظت کے واسطے
وہان چھوڑے گئے باقی کل لشکر جنگ کے واسطے تیار کیا گیا لشکر اسلام بہمہ اقسام اُس روز ساڑھے
تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور دُرّانیون کے پاس آٹھ ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اور چار توپ
اور دس شاہین تھین سید صاحب نے پیادون کو آگے اور شاہین کو پیادون کے پیچھے اور سوارون
کو شاہین کے پیچھے مقرر کرکے بڑھنا شروع کیا جب لشکر اسلام اُنکے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپون
کا چھوٹنا شروع ہوا - اُسوقت سید صاحب نے صفوف مجاہدین کے آگے کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے
بھائیو تم دوڑنیکو اپنے اوپر حرام سمجھ کر صرف تیزروی سے یکبیک مثل موج دریا کے بڑھکر دشمن کی
توپون کو چھین لو اور سید صاحب خود بھی اپنے گھوڑے سے اُتر کر پہلی صف پیادون مین شامل
ہوگئے مولوی محمد اسمعیل صاحب اور دوسرے سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ
جان سید صاحب کے داہنے بائین قایم ہوگئے - جب سید صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا
بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپون کے صرف دو یا تین فیر ہونے پائے تھے کہ یہ شیر خدا
توپون پر پہنچگئے اور درانی گولہ انداز توپون کو چھوڑکر صف سوارون مین جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی
شامل ہوگئے - اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی ڈاڑھیون کو اپنے دانتون مین
دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑاکر غازیون پر حملہ آور ہوے اُن سب سوارون کے پاس کوہاٹی
تمنچے تھے جنکا ایک ایک فیر کرکے نیزے اور تلوار اُنہون نے پکڑ لئے اور ہر سوار مثل شمر اور ابن زیاد
کے "سید کجاست سید کجاست" کہتا ہوا سید صاحب کے خون کا پیاسا تھا اُسوقت سید صاحب نے
بڑی پھرتی سے صف آرائی کرکے بھرمار کا حکم دیا ایک ہزار بندوق اور قرابینون کی باڑھ پر باڑھ
مثل باران عظیم القطر درانیون پر پڑنے لگی اور دو دو تین تین آدمی تو صرف بندوقین بھر بھر کر سید صاحب
کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب بجواب "سید کجاست" کے یہ کہکر "سید ہمین است سید ہمین ا

ایسی سرعت سے انپر بھر مار کر رہے تھے کہ چند لمحہ مین صدہا سوار خود سید صاحب کے ہاتھ سے مردار ہوگئے آئی بن خلف کے مقام پر پہنچے - درانیون کی لاش پر لاش پڑکر لاشون سے میدان بھر گیا اور غازیونکا بہت ہی تھوڑا نقصان ہوا - جب کئی ہزار درّانی مارے گئے تو انہون نے سخت ہزیمت اُٹھاکر پسپائی شروع کی اسوقت غازیون نے دشمن کی توپون پر جاکر قبضہ کرلیا اور انہین توپون سے بھاگتے ہوے دشمنون پر گولہ باری کرکے انپر قیامت برپا کردی قریب تین ہزار کے درّانی مقتول و مجروح ہوئے اور اُنکے بڑے بڑے سردار اور شجاع اور پہلوان اُسدن مارے گئے - غازیون کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے اسیقدر مجروح ہوے میدان غازیون کے ہاتھ رہا اور اتواپ اور شاہین اور بنادیق اور گھوڑے اور خیمے و ظروف وغیرہ مال غنیمت غازیون کے ہاتھ آیا - بعد فتح نماز ظہر اور عصر سید صاحب نے اُس میدان مین ادا کی - اور قبل از نماز مغرب سید صاحب کل مال غنیمت کو ساتھ لیکر مظفر و منصور موضع مہیار مین پہنچے اور وہین شب باش ہوے دوسرے دن اس فتح کی خبر سنکر چارون طرف سے خوانین اور علماء دین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے - ہتی و مردان مین جہان اس جنگ کے ایکروز پہلے درانیون نے شراب نوشی کرکے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تبختر بکا تھا اُسدن بھاگتے ہوے بہت سا اپنا اسباب چھوڑ گئے - دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ہتی و مردان مین جاکر اُس اسباب پر بھی اپنا قبضہ کرلیا +

اس فتح کے بعد تسخیر پشاور کی تیاری کی گئی اُسوقت تمامی خوانین و سرداران سمہ مع اپنی اپنی فوجون کے حاضر ہوکر شریک لشکر اسلام ہوگئے - مہیار سے چلکر جس جس مقام پر یہ فتحمند لشکر پہنچا گانون والے جو درانیون کے ظلم سے ازبس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال کرکے تہنیت اور مبارکباد کی آوازین بلند کرتے اور اپنی زبان مین خوشی کے گیت گاتے اور زراہ حوصلہ خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے - پشاور کی راہ مین کوئی آدمی اس فتحمند لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم نہوا بلکہ راہ مین جہان جہان درانیون کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خبر مقدم سنکر خود بخود ڈر کے مارے بجانب پشاور فرار ہوتا گیا + سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادون کے اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے - جب سید صاحب موضع ایکی مین پہنچے تو بذریعہ جاسوسون کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن و بچے مع مال و اسباب کوہاٹ کو روانہ کردئے اور خود خائف اور مرعوب ہوکر ایک گانو مین قریب پشاور کے ٹھیرے ہوے ہین اور کچھ تیاری مقابلہ کی نہین کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہین - بمقام کمٹ فروسی ارباب

فیض اللہ خان مہمند وکیل سردار سلطان محمد خان واسطے طلب معافی اور [illegible] کرنے صلح کے حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات ماضیہ کے چاہکر توبۃ النصوح کرنے کے واسطے حاضر ہے اور کہتا ہے
کہ اگر کوئی کافر حضور کی خدمت مین حاضر ہوکر ایمان لائے تو آپ اُسکو ضرور مسلمان کر دینگے اور جبکہ مین مسلمان
اور مسلمان کی اولاد ہون اور اپنی خطاؤن ماضیہ کا مقر اور تائب ہوکر اقرار کرتا ہون کہ تاحیات اپنے تئین
آپکے خادمون اور غلامون مین شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرماوینگے اُسپر عمل کرونگا تو ضرور ہوا کہ آپ مجھسے
توبہ کراکے مجھکو اپنے خادمون مین داخل کرین اور پھر اس ملک سے آپ مراجعت فرمائین اور اپنی طرف سے
یہ ملک مجھکو بخشکر مجھکو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کردین سید صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ ہم لوگ
واسطے تائید دین اسلام کے اس ملک مین آئے ہین اور [illegible] ہین کہ سب مسلمان اس کام مین ہمکو مدد دین
تمہارا سردار محض اپنی کج فہمی سے ہمارا ساتھ چھوڑکر سکھون سے جو بالاتفاق اہل دشمن ہین جاکر مل گیا اور سکھون
کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہے جنگ [illegible] کرکے خود اپنی جان کھو بیٹھا اسکے بعد تمہارے
سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سے اعلانات سے [illegible] لکھکر واسطے تائید دین اسلام اور تنفیر حمایت
کفار سے رغبت دلائی تھی مگر یہ نصیحت اُسکے فہم مین نہین آئی یہانتک کہ نوبت اس جنگ مہیار کی پہنچی
اور بتائید الٰہی تمہارے سردار کو شکست فاش نصیب ہوکر ہم عاجزون کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا
لشکر اُسکا تعاقب کرکے یہانتک آپہنچا ہے- اُسدن بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کرکے وکیل مذکور نے پر
مرام پشاور کو واپس چلا گیا- پھر دوسرے دن بہت عجز اور انکساری سے یہ درخواست سردار مذکور کی معرفت
وکیل مذکور کے پہنچی کہ مین تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ماضیہ سے بیعت توبہ کرکے حضور کے خادمون
مین داخل ہوجاتا ہون پھر ملک کا عطا کرنا نکرنا حضور کے اختیار مین ہے جسکو چاہین عطا فرمائین- اُسوقت
سید صاحب نے فرمایا کہ مین اس شرط پر یہ ملک اُسکے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ماضیہ پر سچے دل سے توبہ
کرکے رفاقت کفار سے دست بردار ہوجائے اور جب کبھی ہمکو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو
تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو- جب یہ جواب سید صاحب کا سنا ارباب فیض اللہ خان نے
خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی- اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احدے داخل
شہر پشاور ہوگیا اور ایک سرائے کلان مین جاکر فروکش ہوا اور اُسی سرائے کے متصل ایک دو منزلے مکان
مین سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے اور اُس مکان عالی شان کے دروازہ پر ارباب
بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے- جب یہ لشکر پشاور مین داخل ہوا تمامی مرد و عورات
اپنے اپنے دروازون اور مکانون پر کھڑے ہوکر اس لشکر کی خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے مثل عید

بقرعید کے تمام شہر مین مبارک سلامت کی دھوم مچگئی تھی سید صاحب نے شہر مین داخل ہونیکے ساتھ ہی
رعایا کے اطمینان کے واسطے امن کی منادی کرادی اور غازیون کو خود اپنی زبان مبارک سے بتاکید اکید فرمادیا
کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز بلا ادائے قیمت رعایا سے نہ لے اور نہ کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے دوسرے
دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانین کھل گئین مگر کسبیان اور فاحشہ عورتین جو اُس شہر مین ہزار ہا تھین
اپنے اپنے گھرون مین چھپ گئین یا شہر چھوڑ کر فرار ہوگئین - بنگ چرس افیون وغیرہ مسکرات کی
دوکانین بھی خود بخود بند ہوگئین اور شراب کی بھٹیان اور شراب فروش ناپید ہوگئے گویا ان مسکرات
مین سے کوئی چیز اس شہر مین کبھی موجود ہی نہ تھی - سارے شہر مین احکامات شریعت جاری ہوگئے اور محلہ
در محلہ اور مسجد در مسجد نماز کی تاکید ہوگئی - تارکان صلوٰۃ پر تعزیرین مقرر ہوگئین - دو تین روز کے اندر ببرکت
قدم سید صاحب کے پشاور بالکل مدینہ منورہ بنگیا یہ سب ہوگیا بیسر بدمعاش اور عیاش وغیرہ نے نیک روی پر کمر باندھی
دو سو ملک کی خلائق جو ایک قسم کی اشرفی ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت لشکر اسلام کے سلطان محمد خان کی
طرف سے آیا کرتی تھین اور معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی - اس
صلح سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام ہر عاقل پر ظاہر تھا سوائے ذات مقدس سید صاحب کے کوئی غازی یا ملکی دل
سے راضی نہ تھا اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خان وغیرہ سرداران اسلام سے
اپنی اپنی ناراضی ظاہر کرتا تھا مگر ان سردارون کو بامتثال امر سید صاحب چون و چرا کا حوصلہ ہی نہ تھا
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سواے آمنّا و صدّقنا کے آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور معترضین سے
فرمایا کرتے تھے ع رموز مملکت خویش خسروان دانند + تمکو صلح کی غرض اور سید صاحب کے حوصلے اور نیت
سمجھنے کا مادہ ہی نہین ہے تم خاموش رہو اور اسمین چون و چرا نکرو - آخر ایکروز ارباب بہرام خان نے حوصلہ
کرکے اس صلح سے بددلی رعایا اور ناخوشی مجاہدین اور ناراضی کل خوانین آپکے حضور مین ظاہر کرکے بڑے
زور سے اُسکے بُرے نتائج کو بیان کیا سید صاحب نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ بھائی بہرام خان مین خوب
جانتا ہون کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری مین بے نظیر ہے
مگر مجھکو اپنے اُس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جسنے اس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزون کو اُن پر
غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے ایسے سلوک پر کہ جسکو اور کوئی دوسرا فاتح ہرگز نہ کرتا یہ لوگ ہمسے
دغابازی کرینگے تو انکو ایسی سزا دیگا کہ دنیا مین اُنکی بیخ کنی ہوکر آخرت مین گرفتار عذاب الیم کے ہون اور
سواے اسکے مجھکو ادب نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعۂ معافی اور توبہ کا کرکے مجھسے ملتجی
ہوے ہین اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والون پر یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ مین طالب ملک اور ریاست

کانہین ہون بلکہ محض لِلّٰہ فی اللہ بارگران اس عبادت جہاد کا مینے اپنے سر پر اٹھایا ہے کیونکہ بعض نادان
اس ملک کے اپنے گمان فاسد سے مجھکو بھی مثل دوسرے فاتحین کے طالب ملک اور جاہ کا سمجھتے ہین بعد استماع
اس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رؤساء اعظم شہر پشاور اور خادم قدیم سید صاحب کے تھے یہ عرض
کیا کہ اگر حضور کو رکھنا اس ملک کا منظور نہین ہے تو مجھ خیرخواہ دین اور خادم قدیم اور نیک خواہ رعایا کو اس
شرط پر یہ ملک مرحمت ہو جاوے کہ چار ہزار جنگی فوج نوکر رکھکر واسطے نصرت اسلام اور تائید مجاہدین کے
حضور کی خدمت بابرکت مین ہمیشہ حاضر رکھونگا اور انکی تنخواہ وغیرہ کل خرچ اپنے پاس سے دیا کرونگا
اور کل احکامات شرعی کو اس ملک مین جاری کرکے مثل ایک عاجز غازی کے ہمیشہ آپکا مطیع اور فرمانبردار
رہونگا اور اگر سرداران پشاور مجھپر اسوقت یا آیندہ کبھی حملہ آور ہونگے تو مین اپنی قوم اور لشکر سے انکا دفعیہ
خود کرونگا اور حضور سے کبھی طالب مدد کا نہونگا۔ اس ساری تقریر کو سنکر سید صاحب نے تبسم فرمایا
اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت ابھی تک تمہارے خیال مین نہین آئی۔ اسکے بعد ارباب فیض اللہ خان
وکیل سردار پشاور پیغام لیکر آیا کہ سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے
آپنے یہ تجویز فرمائی کہ اول ملاقات سردار مذکور سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کرکے نیابتہً آپنے بیعت
کر لین چنانچہ موضع ہزارخانی جو قریب آدھ کوس بسمت جنوب پشاور کے ہے واسطے حاضری سردار مذکور
اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بعد نماز عصر کے وہان جاکر
آپنے ملاقات کی بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ اور استفسار عافیات جانبین کے سردار پشاور نے مثل
دنیاداروں کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کئے اور پھر اپنے اعمال و افعال نامرضیہ
سے توبۃ النصوح کرکے مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت اطاعت اور فرمانبرداری کی کرلی اور عہد واثق کیا کہ
اپنے ملک مین شرع محمدی کو جاری کرکے ہمیشہ خدمت دین اور شراکت مجاہدین مین سرگرم رہونگا بعد
لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہوکے پشاور کو تشریف لے آئے اسکے بعد سردار مذکور نے واسطے حصول
قدمبوسی سید صاحب کے درخواست کی چنانچہ وہی میدان وسیع موضع ہزارخانی کا واسطے ملاقات
سید صاحب کے مقرر ہوا۔ دونطرف کی کل فوج کو حکم ہوا کہ اسدن اُس میدان مین حاضر ہوکر اتحاد باہم
پیدا کرین۔ بروز مقررہ سید صاحب نے لباس جنگی اور پیش قبض اور ایک تلوار زیب تن فرماکر بہت
عاجزی اور الحاح سے جناب کبریائی مین دعا کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہوکر مع تمامی لشکر اسلام کے بجانب
میدان مقررہ کے روانہ ہوئے۔ تمام شہر پشاور کے ادنی اعلی امیر و غریب ہندو مسلمان اس تماشاء
بےنظیر کے دیکھنے کے واسطے سید صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور شوکت لشکر

اسلام کی اور بھی دوچند ہوگئی — دونو لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کنارون پر مقابل ایک دوسرے
کے صف بندی کرکے کھڑے ہوگئے مابین اُن دونو لشکرون کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر
مع ایک خادم کے حاضر ہوکر بڑے ادب اور تپاک سے سید صاحب کی زیارت حاصل کی سید صاحب
کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تھے بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ کے سید
صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے اور دونو طرف کے دونو خادم کچھ فاصلے
سے دور دور کھڑے رہے - دونو لشکر اور تماشائیان اس ملاقات کا بڑی خوشی اور خرمی سے نظارہ کر رہے
تھے - ایک گھنٹہ تک سید صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب مدارج جہاد اور اعانت مجاہدین اور
قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو سمجھاتے
رہے اور وہ نیچا سر کئے ہوئے آمنا و صدقنا کہتا جاتا تھا - اسکے بعد سید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو
تشریف لے آئے اور حسب قرارداد اُسی ملاقات کے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے
عالم کامل اور شجاع اور مُدبّر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کئے گئے اور مولوی قمر الدین صاحب داماد مولوی
الٰہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید مظہر علی صاحب کے وہان چھوڑے گئے
پھر حکومت پشاور کی سردار سلطان محمد خان کو عطا کرکے سید صاحب پنجتار کو لوٹ آئے +

چند مہینون تک انتظام پشاور اور طریقۂ دادرسی حسب دلخواہ سید صاحب کے چلتا رہا اور تمامی مقدمات
دیوانی اور فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قاعدۂ شریعت مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے
آخر کار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلت خود مخفی طور پر دغابازی اور غداری کی چال چلنی
شروع کی - خوانین سمہ جو بوجہ تقرر عشر اور موقوفی حصول زر بعوض دختران و اجرائے احکامات شریعت
در پردہ سید صاحب سے ناراض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُنسے رسل و رسائل کرکے سید صاحب
کی طرف سے اُنکو برانگیختہ کیا جب وہ لوگ بغاوت کرنے کو تیار ہوگئے تو اسکا ظہور پشاور مین بھی ہونے
لگا سب سے پہلے رپورٹ سید صاحب کو سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کی طرف سے پہنچی جسمین
لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور سید صاحب سے ارادہ بغاوت
کا رکھتا ہے جسمین میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہین ہے - اسکے بعد سردار سلطان محمد خان
نے بحاضری جملہ علماء شہر پشاور مجھکو (یعنی سید مظہر علی صاحب کو) اپنی مجلس مین بُلاکر پوچھا کہ تمنے جو میرے
بھائی کو قتل کردیا سو اُسکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا: مین نے اسکا جواب بطور دفع الوقتی
دیکر سردار مذکور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپکے دل مین یہ شک قتل ناحق کا تھا تو آپنے سید صاحب

کے ہاتھ پر بلا رفع کرنے اُس شک کے بیعت کسواسطے کی تھی کوئی آدمی اس بیعت کرانیکے واسطے آپ پر متقاضی
تھا آپنے بخوشی خود طبی تمنا اور آرزو سے یہ بیعت کی تھی سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل
علما بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے تھے اور یہان حاضر نہ تھے اور مین نادان ناخواندہ
تھا اس سبب سے بلا تحقیق مینے اُنکے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی پھر مین نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات بڑے
تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھول گئے تھے اس امر مین آپکے علما کے یاد
دلانیکی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپکے دل پر نقش ہوگا اور یہ بات بھی صحیح نہین ہے کہ آپکے علما اسوقت
پشاور مین حاضر نہ تھے **محمد عظیم** آخوندزادہ آپکا اُستاد جو اسوقت ملک العلما اس مجلس کا ہے شہر پشاور
مین موجود تھا بلکہ اُسنے **سید صاحب** سے ملاقات بھی کی تھی جب اس تقریر مین وہ لاجواب ہوئے تو
پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تمنے سردار یار محمد خان کو کسواسطے قتل کیا مینے کہا کہ سردار مذکور نے سید
صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرکے پھر **سید صاحب** سے بغاوت کی تھی - باغی کا قتل کرنا شرعاً جایز ہے
مسئلہ باغیون کا کتب فقہ مین موجود ہے اُسکو دیکھ لو - پھر اُنہون نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا
بغاوت کی تھی مینے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کرکے مقام ہنڈ مین **سید صاحب** سے لڑنے کو ہنیز
گیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی - اس تقریر کو سنکر پھر وہ مجلس لاجواب ہوگئی اور مین رخصت
ہوکر اپنے ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ دگرگون نظر آتا ہے اگر اجازت ہو تو مین مع ہمراہیان خود خدمت مبارک
مین حاضر ہو جاؤن **سید صاحب** نے بجواب اس عرضی کے ایک فتوی مدلل بدلائل شرعی جواز قتل یار محمد خان
کا تحریر کراکے مولوی سید مظہر علی صاحب کے پاس بھیجکر لکھدیا کہ اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتوی
بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کرکے تم اُسیوقت اسطرف کو چلدو اور وہان
مت ٹھیرو اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اُنسے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آو - یہ جواب ابھی
راہ ہی مین تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ
خان کو جنسے بڑی سعی سے یہ صلح کراکے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس
مین بلا کر قتل کرا دیا - جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی
ملک سمہ مین مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہوکر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین
بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جا بجا تعینات ہین اُنکو ایک ہی رات مین قتل کر دیا جائے - ایک مخلص
آدمی نے جو اس مجلس مشورہ قتل مجاہدین مین شامل تھا تاریخ مقررہ قتل مؤمنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ
کسی آدمی کے **سید صاحب** کو اس دغابازی اور غداری کی اطلاع بھی کر دی تھی مگر **سید صاحب** نے اس

* مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور

خبر کو سنکر اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل سمہ ہمسے بہت محبت رکھتے ہین یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی
اہل غرض بذریعۂ تشہیر اس خبر کے ہمارے اور انکے بیچمین تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے مگر جب چارون طرف سے سید
صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور اُدھر سے حادثۂ پشاور کی خبر بھی آپکو پہنچی تو آپنے موضع شیوہ مین مولوی
رمضان شاہ صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متعینۂ ملک سمہ کو خبر کردو کہ پرسون تک سب لوگ اپنی
اپنی جگہہ چھوڑ کر پنجتار کو چلے آوین مگر یہ حکم نصر اللہ خان رئیس گڈھی امان زئی کو جو پنجتار مین حاضر تھا معلوم
ہوگیا اُسنے تاریخ قتل غازیان کو جسمین تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کرادیا اور سارے ملک سمہ
مین تبدیلی تاریخ کی اطلاع کردی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اُس شام کو حسب اشارۂ مقررۂ سابق ہر ایک
گانو مین نقارے بجائے گئے اور اونچے مکانون پر آگ جلائی گئی۔ مجاہدین جو اسوقت تک اس غداری
سے سراسر ناواقف تھے گانو گانو سے نقارون کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھ کر گانو والون سے اسکا
سبب پوچھا تو اُنہون نے براہ دھوکہ دہی یہ جواب دیا کہ واسطے پہنچانے غلۂ عشر کے ہر گانو والے تیار ہوتے
ہین تاکہ جمع ہوکر خندروس کو ٹین اور ان دغاباز ملکیون نے خندروس کو ٹنا غازیون کے قتل کرنیکی ایک خفی
اصطلاح ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان مین جوار کو کہتے ہین۔ اس دھوکہ مین اگر سب غازی غافل
ہوگئے۔ اُسی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خداداد نماز عشا مین مشغول تھا ناگہان ظالمون نے انکا
قتل شروع کیا کوئی سجدے مین اور کوئی رکوع اور کوئی قیام مین شہید ہوا۔ کسی گانو مین آدھی رات کو اور
کسی گانو مین قبل از فجر اور بعض گانو مین عین نماز فجر مین یہ مردان خدا جو انتخاب ملک ہندوستان کے
تھے مثل گائے اور بکریون کے ظالمون کے ہاتھ سے ذبح کئے گئے صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیر الدین
شیرکوٹی وغیرہ کے زور تقدیر اور تدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے۔ اس سانحۂ دردناک قتل تحصیلداران
عشور کو دیہہ بدیہہ مورخون نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکۂ کربلا کے لکھکر ناظرین کو رلایا ہے مگر میرا
قلم اسکی تفصیل لکھنے پر جرأت نہین کرتا۔ جب سید صاحب کو جابجا سے قتل مجاہدین تحصیلداران عشور کی
خبر پہنچی تب آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اس ملک والون کو برسون پند و نصیحت کی مگر اسکا کچھ اثر
آجتک اثر نہوا بلکہ بجائے اصلاح حال خود اُنہون نے تمرد اور سرکشی کرکے اُن مسلمانان دیندار کو جو لُبِ لُباب
اپنے اپنے ملک اور دیار کے تھے بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کر ڈالا اب مینے اس انتقام کو خدا پر چھوڑا
وہ منتقم حقیقی انسے خود دنیا اور آخرت مین اسکا بدلا لے لیگا۔ اب مین اس ملک مین نہ رہونگا بلکہ یہان سے
ہجرت کرکے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا۔ آپنے قبل از روانگی خود ملک سندھ کو جہان آپکی دو بیبیان مقیم
تھین اس ملک سے اپنے ہجرت کرنیکی اطلاع لکھکر روانہ کردی اور پھر سب غازیون کو جمع کرکے بطور وعظ

بمبالغہ تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالی نے تمکو اس عبادت جہاد مین میرا شریک فرمایا اور گرم و سرد اور رنج
و راحت اور فتح و شکست مین محض واسطے حصول مرضی باریتعالی کے تم آجتک میرے شریک رہے اور حق سعی
اور نصرت اور شراکت کو پورا پورا ادا کیا اب مین اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ملک دور دست مین جانیکا
ارادہ رکھتا ہون اور مین یہ بھی نہین جانتا کہ خداوند تعالی مجھکو کہان لیجاویگا - غالبًا اس سفر مین بھی
تکلیف آب و دانہ اور ترک مالوفات اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ایسی تکالیف کی برداشت
کر کے صبر اور استقامت کر سکے اور کلمۂ شکایت مالک حقیقی کا زبان پر نہ لائے تو وہ میرے ساتھ چلے پھر ایسا
نہو کہ بروقت درپیشی ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سید نے ہم سے دغا کی اور ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی
تکالیف بھی پیش آئینگی پس جو آدمی اپنے نفس مین قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک
ہو اور مین تو اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولائے حقیقی مین صرف کرونگا - پس جو آدمی ایسی تکالیف
جسمانی و نفسانی پر صبر نکر سکے اُسکو اختیار ہے جہان چاہے جاوے مگر سوائے ملک عرب کے اسوقت کوئی
جگہ امن کی نظر نہین آتی - یہ کلمات پند و نصایح ایسی دلسوزی سے سید صاحب نے بیان کئے کہ ہر ایک
آدمی اُنکو سُنکر زار زار رونے لگا - اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی تا دم زیست
آپکے ساتھ رہینگے اور اس جان کو اللہ کی راہ مین فدا کرینگے آپکو چھوڑ کر ہمکو بادشاہت ہفت اقلیم کی
کرنی بھی منظور نہین ہے - ان ایام مین کہ سید صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے وکلاء
ضامن شاہ وغیرہ ملک پکھلی اور کاغان اور کشمیر سے بطلب لشکر مجاہدین کے آپکے پاس پہنچے اور یہان
ملک سمہ مین جب خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزارہا مخلصین کو از حد رنج ہوا روزانہ صدہا آدمی آپکی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوکر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور تمامی مردان خدو
خیل جیبی قوم کے سردار فتح خان پنجتاری تھے خدمت اقدس مین حاضر ہوکر باصرار تمام آپکو اس ہجرت
سے مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم سے آجتک کوئی غداری یا نافرمانی آپکی نہین ہوئی ہم بدستور
آپکے تابعدار اور غلام ہین پھر ہمکو چھوڑ کر یہان سے تشریف لیجانا خلاف مروت کے ہے - سید صاحب نے
اُنکے جواب مین فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگون سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہین ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے
اقوام سمہ کہ وہ بھی بظاہر مثل تمہارے فرمانبردار تھے اُنہون نے ناحق کسقدر مسلمانون کو قتل کر ڈالا میں
تمسے بہت خوش ہون مگر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیرخواہی و جان نثاری لشکر اسلام کا ذمہ دار
ہوکر خود مجھ سے درخواست نکریگا مین اس ملک مین نہ رہونگا - سردار فتح خان بھی اُسی مجلس مین حاضر
تھا اُس سے سید صاحب نے تنہائی مین کچھ باتین کی گو وہ باتین کسی پر ظاہر نہین ہوئین مگر غالبًا

بخوف کل اقوام سمہ بار ذمہ واری مجاہدین کا اُٹھانے سے فتح خان انکار کرتا تھا۔ بعد اس سرگوشی کے سید
صاحب نے مردان خدوخیل سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین اس ملک سے ضرور ہجرت کرونگا تم لوگ سردار فتح خان
کو میرا قایم مقام سمجھکر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تمنے عہد کیا ہے ویسے ہی احکامات شریعت
پر بدستور قایم رہنا اور غلہ عشر سردار فتح خان کو پہنچائے جانا اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرا ملنے والا
ملک ہندوستان سے آئے تو اُنکی خدمت اور تواضع کرنا اور اُنکو کسی طرح سے تکلیف نہ ہونے دینا۔ موسم
سرما سر پر آگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرا لیا اور جب سب طرح سے
تیاری ہوچکی تو بوجہ مخالفت پاینده خان منافق کے سیدھی راہ پکھلی کی چھوڑ کر بماہ رجب سنہ ۱۲۴۶
ہجری آپ براہ کنکلئی بنڑ ڈھیری اور سکا ہل کرام پہاڑون کے بیچ کو روانہ ہوئے۔ سردار فتح خان
پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے۔ بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کوہستان کے
آپنے اُن دو توپون کو جو دُرّانیون کے مال غنیمت سے آئی تھین ایک محفوظ جگہ مین دفن کرا دیا اور دو
قزاگند یعنی جلتہ مع دو زیر جامہ اور دو خود آہنی جنمین ایک خود کلان ۱۶ سیر پختہ وزن کا تھا اور چند
خیمے اور قالین اور چند دیگ اور لگن اور بہت سی افزود بندوقین اور تلوارین سید رسول ساکن نواکلئی کو
امانتاً سپرد کردین۔ جب لشکر اسلام بمقام نکرئی پہنچا تو آپکے حرم محترم معیت عبد القیوم صاحب اور
غازیان قلعہ انب اور عشرہ اور گڈھی چتربالی بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام سے ملگئے۔ مقام
کرنا سے سردار فتح خان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہوکر اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے آئے
ملک سمہ سے ہجرت کرکے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالصہ نے دریائے
لُنڈہ سے عبور کرکے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستماع
خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش مین تھے کہ ہزارہا اہل سمہ کو اُنہون
نے قتل کرکے ہر ایک گانو مین آگ لگاکر خاک سیاہ کردیا اور اُنکے بچون اور عورتون اور مال مویشی کو
پکڑ لاکر لاہور کو لیگئے۔ اِس خونریزی مین لشکر خالصہ نے ہلاکو اور چنگیز خان اور تیمور لنگ کو بھی مات
کردیا بر وقت حملہ و قتل اہل سمہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تمنے اپنے پیر مرشد اور امام کے
ساتھ غداری کی تو پھر تم سے کسکو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے۔ جب لشکر خالصہ ملک سمہ مین داخل
ہوا تو صدہا اہل سمہ سید صاحب کو راہ مین جاکر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور راج دواری
تک ساتھ چلے گئے۔ بمقام راج دواری پہنچکر سید صاحب نے اُنکو واپس کردیا اور کہا کہ ملک سمہ خاک سیاہ
ہوچکا تم اپنے سوختہ گھرون کی جاکر مرمت کرلو۔ مؤرخون کا بیان ہے کہ جس جس گانو مین جس قدر

غازی ناحق شہید ہوئے تھے اُسکے دنل دنل گونہ اہل سمہ ہر ایک گانو مین مارے گئے اور مثل شہدائے کربلا دنیا ہی مین اس بیجد ظلم کا انتقام لیا گیا - چہارم شعبان ۱۲۴۶؁ ہجری کو بخیریت تمام لشکر اسلام بمقام راج دواری (واقعہ ملک کاغان) پہنچکر مقیم ہوگیا اور بسبب شروع ہوجانے موسم برف باری کے وہان مکانات سکونت غازیون کے بنائے گئے - ساتوین شعبان ۱۲۴۶؁ ہجری کو آپکے حرم محترم مین بمقام راج دواری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئین - راج دواری مین پہنچنے کے ساتھہ ہی چارسو مجاہدین تیار ہوکر طرف بہچون اور درہ بھوگرمنگ کے جہان سکھونکا لشکر پڑا تھا زیر کمان مولوی محمد اسمٰعیل غازی کے روانہ کئے گئے - مولوی خیرالدین شیرکوٹی نے جو بطور نائب امیر ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھون پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑلائے اور جب کبھی موقع پاکر درۂ بھوگرمنگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ اُنکو زک دیکر پسپا کردیا - اس ملک کا مالیہ (مالگذاری) تحصیل کرنے پر راجہ شیر سنگھہ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا جب غازیون کی فوج اُس ملک مین پہنچی تو اُس ملک کے ملکیون نے سکھون کو مالیہ دینے سے انکار کرکے وہ مالیہ بخوشی خود مجاہدین کو دینا شروع کیا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بہچون اور بھوگرمنگ سے بڑھکر بالاکوٹ پر قبضہ کرلیا - ان ایام مین راجہ شیر سنگھہ مع سلطان نجف خان رئیس مظفرآباد کے پشاور گیا ہوا تھا اور مظفرآباد جو اُس ملک کا دارالریاست اور سکھون کا ہیڈکوارٹر تھا سردارون سے خالی تھا حسب مشورۂ سلطان زبردست خان وراجہ مظفر خان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی خیرالدین شیرکوٹی اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور منصور خان قندہاری کے مظفرآباد کو بھیجا گیا جنہون نے بعد مقابلہ اور مقاتلۂ سخت کے چھاونی کو سکھون سے چھین لیا - سکھہ گڈھی مظفرآباد مین جاکر پناہ گزین ہوئے اور ادھر سید صاحب بھی راج دواری سے کوچ کرکے مع تین چارسو غازیون کے بہچون اور بھوگرمنگ مین پہنچگئے - جب راجہ شیر سنگھہ کو اس یورش کی اطلاع پہنچی وہ فوراً پشاور سے واپس آکر گڈھی حبیب اللہ خان مین جو مابین مظفرآباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہان سے اُسنے مظفرآباد جانیکی تیاری کی مگر اس عرصہ مین فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحب مظفرآباد سے واپس ہوچکی تھی اسواسطے راجہ شیر سنگھہ نے مظفرآباد کا جانا موقوف کرکے درۂ بھوگرمنگ اور بہچون پر جہان خود سید صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پاکر بارسال عرضی سید صاحب کو اس سے مطلع کردیا اور خود مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے گڈھی حبیب اللہ خان پر ایک شبخون مارنے کی تیاری کی ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مسلح ہوکر کوچ کرنیکو تھا کہ اُسوقت سید

فتح مورچون درہ بھوگرمنگ

جنگ مظفرآباد

صاحب نے بارسال ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمعیل صاحب کو مع کل غازیون کے سچون کو طلب کرلیا
تب مجبور شبخون مارنا موقوف رکھکر (حسب ایماء سید صاحب کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کرکے مولانا
مع کل غازیون کے سچون کو چلے گئے۔ جب غازیون کا کل زور سچون اور درہ بھوکڑمنگ کی طرف ہوگیا
تو راجہ شیر سنگھ نے اسطرف سے تیاری حملہ کی موقوف کرکے خالی میدان پاکر بالاکوٹ پر چڑھائی کردی۔ جب
لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دوکوس کے فاصلہ پر پہنچگیا تو اسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہوکر سید
صاحب سے مدد طلب کی سید صاحب مع کل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے صرف تھوڑے
سے آدمی واسطے حفاظت بھوکڑمنگ اور سچون کے چھوڑ آئے۔ آپکے حرم محترم اسوقت راج دواری میں
تھے اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت
کے واسطے وہان متعین تھے ٭

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آوری کل لشکر غازیون کی سنکر ہر گڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور اقواب اور
شاہین وغیرہ منگواکر بالاکوٹ مین جمع کرنا شروع کیا۔ گو راجہ شیر سنگھ کا لشکر گاہ بالاکوٹ سے صرف دوکوس
تھا مگر درمیان مین بالاکوٹ اور لشکر گاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ انمین سے گذر لشکر
خالصہ کا غیر ممکن تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی ان پہاڑون مین سے تھا مگر اس
راستہ پر صدہا درخت اور گھاس وغیرہ جم کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم
ہی نہ تھا سید صاحب نے بالاکوٹ مین پہنچکر بمشورہ ساکنان بالاکوٹ اسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ
تعینات کردیا اس گارڈ کی تعداد قریب ستر اسّی آدمیون کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر عظیم بیس ہزار کے
روکنے کے واسطے کافی نہ تھا۔ ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا
اسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سید صاحب نے تعینات کردیا تھا اس انتظام مین زور تقدیر سے یہ
غلطی واقع ہوئی کہ اس کوہی راستہ پر تھوڑے سے آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور ملکی تعینات کئے گئے۔ راجہ شیر سنگھ
اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کررہا تھا کہ اس عرصہ مین کسی پنجابی یا
ولائتی اہل گارڈ نے بطمع دنیا مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جاکر اس کوہی راستہ کے مفصل حال سے
اسکو مطلع کردیا بلکہ اسکے آدمیون کو ساتھ لاکر وہ راستہ بخوبی دکھلادیا۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اس راستہ کی پوری
خبر ملگئی تو اسنے ایکدن پچھلی رات کو اپنا سارا لشکر تیار کراکے یک بیک مسلمانون کے کوہی گارڈ پر حملہ کردیا
مرزا احمد بیگ پنجابی افسر گارڈ مذکور تھوڑی دیر تک حملہ آورون سے مقابلہ کرکے اخیر کو سخت نقصان اٹھاکر
پسپا ہوگیا۔ اسوقت سکھون نے اس منفذ پر اپنا قبضہ کرلیا۔ بوقت شروع حملہ سکھون کے ایک آدمی بھی

جنگ بالاکوٹ

واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور مین بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی ایسے وقت پہنچا
کہ مسلمانون کے قبضہ سے منفذ نکل کر سکھون کے قبضہ مین آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ
سے نیچے اُتر آئے تھے۔ اس واقعہ کو تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ لشکر سکھان اُس راہ سے گذر کر مثل مور
و ملخ سار سے مغربی پہاڑ پر چھا گیا تھا۔ اُسوقت ایک جمعدار مع ایک جماعت کے ایک طرف کو اور ارباب
بہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر وقت
ہاتھ سے نکل گیا تھا اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھون کی فوج کو نیچے اُتر آنے کے واسطے سینکڑون راہین
موجود تھین اُسوقت اُنکا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا اسواسطے اب جھٹ پٹ ایک مسجد کلان کے چارون
طرف جسمین سید صاحب مقیم تھے تختون سے مورچہ بندی کی گئی کہ بروقت حملہ دشمن کے یہان سے
مقابلہ کیا جائیگا۔ سکھون نے پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا سید صاحب نے اُسوقت عمدہ لباس مع
سیاہ قبا کے پہنکر سب اسلحہ زیب تن فرمائے اور منشی محمدی صاحب نے سید صاحب کی انگوٹھی
مہردار جو اُنکے ہاتھ مین رہا کرتی تھی سید صاحب کے دست مبارک مین پہنا دی۔ تب صحن مسجد مذکور مین
شاہین رکھوا کر کفار پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آورون کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی
بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا۔ ملا لال محمد قندہاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ
کرنے کو تعینات کئے گئے۔ اُس مسجد کلان کے نیچے ایک وسیع مکان غربیہ مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مع جماعت
بھا مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوے اور یہ تجویز پختہ ہوگئی تھی کہ جب لشکر کفار وہانکے
کھیتون اور دلدل کو عبور کرکے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت اُنپر انہین مورچالون سے
گولیون کا مینہ برسا کر آخر کو دست بدست جنگ کرینگے اُسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستون
سے معافی مانگ کر تشنہ آب شہادت ہوکر بیٹھا تھا مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمک رہا تھا اور
خون جوش پر تھا۔ اسی مسجد مین کچھ غیبی آوازین جنکو سوا ے سید صاحب کے اور کوئی نہین سنتا
تھا سید صاحب کو میدان جنگ کی طرف بلانے لگین۔ ابھی لشکر کفار نے وہانکے کھیتون اور دلدل
سے عبور نہین کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنون کی ہمتین پست ہوگئی تھین اور قریب تھا
کہ دشمن ناکامیاب ہوکر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کرین۔ اُسوقت سید صاحب یک بیک مسجد بالائی
سے کود کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جسمین ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کرکے واسطے
روکنے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک غربی
مکان مین تعینات تھے سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ

ہی ساتھ نیچے والی مسجد مین پہنچے - اس مسجد زیرین مین پہنچکر سید صاحب نے فرمایا کہ مجھکو ایک صدائے
غیبی بار بار بطرف میدان جنگ کے بلاتی ہے - اسوقت سید صاحب ایک ملکی صفات مین تھے آپکا
چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسیکی نظر اسپر نہین ٹھیرتی تھی - کنارۂ دلدل پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے ایسے
قریب ہوگئے تھے کہ انکی گولیان نیچے والی مسجد مین پہنچکر نقصان کرنے لگ گئین تھین ادہر کی بندوقین بھی
دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھین - دشمن کے سامنے دلدل تھے اور انکے سر پر مجاہدیون کی پھرتی
بھرمار سے گولیون کا مینہ برس رہا تھا اب سوائے پسپائی اور فرار کے انکو کوئی چارہ نہ تھا - ایسے
نازک وقت مین سید صاحب مسجد زیرین سے بھی باہر نکلکر بڑی پھرتی سے دلدل کے ورلے کنارہ پر
جا پہنچے اب مابین دونو لشکرون کے کچھ دھانون کے کھیت اور دلدل حائل تھی - جب سید صاحب
مسجد زیرین سے باہر نکلکر بجانب دلدل بڑھنے لگے تھے اسوقت مولوی محمد اسمعیل صاحب نے باواز بلند یہ حکم
دیا کہ کل قرابین جی بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ جان سید صاحب کے اردگرد ہو جاوین مولوی جعفر علی نقوی
جنکی کتاب سے مین یہ واقعات نقل کر رہا ہون اسوقت سید صاحب کے باڈی گارڈ مین شامل تھے سید
صاحب کنارۂ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگاکر بیٹھ گئے تھے - دشمن بھی غازیون کی یورش جانب دلدل
دیکھکر اپنی فرار سے رک گئے اور اپنی ساری ہمت سے انہون نے مجاہدین پر گولیون کا مینہ برسانا شروع
کیا - اسوقت سید صاحب نے شیخ ولی محمد پھلتی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی سے شاہین لاکر لگادو - شیخ موصوف شاہین
لانے کو روانہ ہوئے - ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور جو قدیم سے جان نثار سید صاحب کے تھے
اسوقت سید صاحب کے بائین طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے سید صاحب سے عرض کیا کہ قندہاریون
کی جماعت جو دامن کوہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر رہی ہے بہت تھوڑی ہے اسوقت دشمن نے اسطرف
بہت زور دیا ہے قندہاریون کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجنے چاہئین سید صاحب نے یہ سنکر فرمایا
کہ اسقدر کافی ہین اور آدمی بھیجنے ضرور نہین ہے - اسوقت ایک بیقرار غازی نے دلدل مین کود کر چاہا تھا
کہ دلدل سے پار ہوکر دست بدست دشمن سے جنگ کرکے مرادولی حاصل کرے مگر سید صاحب نے اسکو
منع کردیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا - اسکے تھوڑی دیر بعد سید صاحب نے ارباب بہرام خان سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرا دل بیساختہ چاہتا ہے کہ ان کافرون پر جو پہاڑ سے نیچے اتر کر پرلے کنارے دلدل
پر حملہ آور ہین یورش کرکے انکو قتل کردون - ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے
اتر آئے ہین انکا قتل کرنا کچھ مشکل نہین مگر اسوقت پہاڑ والے کافرونکا ہم نشانہ ہو جاینگے اور پہاڑ کی
راہین تنگ اور دشوار گذار ہین پہاڑ والے کافرون پر یورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے - اس بات کو سید

صاحب سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے۔ چند لمحہ اس گفتگو کو ہوئے تھے کہ سید صاحب نے اپنے ارادے کی
کسی آدمی کو اطلاع نفرما کر بہ نفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہکر دلدل مین کود ماری اگرچہ دلدل بڑی گہری
اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن میں
دلدل سے پار ہوگئے اور تن تنہا ہزارون دشمنون کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑ اور بکریون کے ریوڑ
رگلہ) مین شیر آکر کودتا ہے دشمنون پر آپکی تاخت سے قیامت برپا ہوگئی۔ جو مجاہدین اسوقت کنارہ
دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل مین کود پڑے اور بمشکل تمام اُس سے پار ہوکر یکے بعد دیگرے
آپسے جا کر مل گئے۔ اس دلدل مین اکثر مجاہدین کی بندوقین بھیگ کر نکمی ہوگئی تھین ایک لمحہ مین وہ
ہزارون دشمن جو پہاڑ سے نیچے اُتر کر ریلے کنارے دلدل پر تھے غازیون کے ہاتھ سے مارے گئے مگر پہاڑ
کے اوپر سے اُسوقت قریب دس ہزار بندوقون کے غازیون پر چھوٹ رہی تھین۔ غازی دشمنون کو مارتے
ہوئے پائین پہاڑ تک پہنچگئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا۔ غازیون کی بندوقین بھی ایسی نکمی ہوگئین تھین
کہ پہاڑ والے دشمنون کو گولیون سے بھی جواب نہ دے سکتے تھے بعد صاف کرنے میدان کے سید صاحب
مثل شیر اپنی جماعت مین کھڑے تھے کہ اُسوقت یک بیک آپ نظرون سے غائب ہوگئے۔ مولوی جعفر علی
نقوی جو آپکا باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ جناب حضرت امیر المومنین
درمیان جماعت از نظرم غائب شدند" یہ واقعہ جگر سوز ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری کو واقع ہوا۔ اسوقت بوجہ
آپکے غائب ہوجانے کے سارے لشکر اسلام مین ہل چل پڑگئی ہر شخص اُس گولیون کی بارش مین اپنے بچاؤ
کو بھولکر مثل عاشقون کے آپکی تلاش مین پھرنے لگا ہر طرف یہ آواز بلند ہورہی تھی کہ حضرت کہاں ہین"
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جنرل فوج غازیان اور قاضی علاء الدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت
وغیرہ صدہا نامی گرامی آدمی اسیوقت دشمنون کی گولیون سے شہید ہوگئے۔ غازیون نے سارا میدان
جنگ ڈھونڈھ مارا مگر سید صاحب کا پتہ نملا۔ اسوقت سید صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ
بھی مردے سے بدتر ہوگیا۔ اُس حالت یاس مین لشکر اسلام اپنے سردارون سے خالی بالاکوٹ
کی طرف پسپا ہوا۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہورہی تھی پہاڑ پر سے گولیون کا
مینہ برس رہا تھا بوقت واپسی وہان کے کھیتون اور دلدل مین صدہا آدمی شہید ہوگئے۔ اُسوقت
کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا کہ مین زندہ رہون ہمتین پست ہوگئی تھین دل ٹوٹ گئے تھے جان وبال
ہورہی تھے۔ اسوقت دشمنون نے پہاڑ سے نیچے اُتر کر اور بالاکوٹ مین پہنچکر دفتر اور کل اسباب غازیون
کا لوٹ لیا اور گاؤن مین آگ لگا دی۔ اسوقت تک سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ہر زندہ

آدمی اپنی تکلیف کو بھولکر سید صاحب کی تلاش مین مصروف تھا - مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے ہین
کہ پیچھے لوگون کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا
اس زخم لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوے روبقبلہ ہوکر دعا مانگ رہے تھے کہ اُسی پتھر پر سے غائب
ہوگئے - یہ بھی اُسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع شملئی مین پہنچکر ہمکو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سید صاحب
موضع مٹی کوٹ مین (جو ایک گوجرونکا گانو میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا) گوجرون کے گھر مین
زندہ موجود ہین اور اُس پتھر پر سے جہان آپ دعا مانگ رہے تھے گوجر لوگ آپکو اُٹھا کر اپنے گانون مین
لے گئے تھے - اور بعض لوگون کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کاندھلوی جو بخارا اور کشمیر اور
کاغان کے سفیر ہوکر گئے تھے اور مولوی عبد اللہ صاحب دونو شخص میدان جنگ سے سید صاحب کے
ساتھ ہی غائب ہوکر آپکے رفیق غیبوبت ہو گئے - مولوی جعفر علی نقوی پلہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین
چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ شیخ وزیر گولہ انداز کا لڑکا جو بعمر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد معرکۂ بالاکوٹ
کے لشکر سکھان مجھکو گرفتار کرکے مقتل شہدا مین لیگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت
کرایا مینے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اُسی
لاش پر دو شالہ ڈلوا کر اور اپنی فوج کے مسلمانون اور نیز ملکیون سے اُسپر نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز اور
اکرام سے اُسکو دفن کرادیا - اِسی روایت کے بعد مولوی جعفر علی صاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے
ہین کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھون نے چند زخمی غازیون کو لیجا کر سید صاحب کی لاش کو اُنسے شناخت
کروایا تھا چنانچہ اُنھون نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اُسی بے سر
کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دو شالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اُسکو دفن کرایا اُسی بنیاد
پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ مین موجود ہے - بعد فتح بالاکوٹ ملکے چار روز تک سکھون
کا لشکر وہان مقیم رہا بعد چار روز کے جب لشکر سکھان وہان سے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ مین واپس
آئے اُسوقت تک کُل شہدا کی لاشین مثل لالہ زار کے مقتل شہدا مین پڑی ہوئی تھین - ملکیون نے
مولوی محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خان کی دونو لاشون کو علیحدہ علیحدہ دو قبرون مین دفن
کرکے باقی کُل شہدا کی لاشون کو جمع کرا کے ایک گنج شہدا بنا کر سب کو ایک جگہ دفن کر دیا - اس واقعہ کے
چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اپنے والد کی لاش پشاور کو لیگیا اور وہان اپنے قبرستان مین دفن کیا -
ایسی بھی بہت روایتین ہین کہ اس واقعۂ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگون نے سید صاحب اور اُنکے رفقا
کو دیکھا - اسمین شک نہین کہ آپکی شہادت اور غیبوبت مین روز اول سے اختلاف ہے مگر اب بسبب

چند روز کے بعد یہ ساتھ بھر بیچ بھی زیادہ ہوگئی خیال غیبوبت ... دنیا داروں کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ نے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلیہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہوگئے
اور پھر وہانسے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - جس وقت کہ آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیر الدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیر الدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد اور احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہوگیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیر الدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر سنہ ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار سنہ ۱۸۴۵ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نرہا ۔ بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدہ فتح پنجاب کے

چند روز کے بعد ساتھ ہی ... بھی زیادہ ہوگئی خیال غیبوبت ... ان لوگون کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلیہ شہادت کو تغلیبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہ رہی شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہوگئے
اور پھر وہان سے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے ... جب آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد اور احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہوگیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر پر فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر سنہ ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار سنہ ۱۸۴۵ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نہ رہا ٭ بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدہ فتح پنجاب کے

چند روز کے بعد ساتھ ہر ... بھی زیادہ ہو گئی خیال غیبوبت ... دنیاداروں کے دلوں سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحب ... سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلیہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہ ہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے
اور پھر وہان سے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے ... جب ... حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد و اولاد اخفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر ڈیرھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کر کے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر پر فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعۂ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر ۱۸۴۰ مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۸۴۵
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نہ رہا ۞ بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدۂ فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو ایسا وثوق تھا کہ آپ اُسکو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار ہا فرماتے اور اکثر مکتوبات مین لکھا کرتے تھے کہ اِس الہام مین وسوسہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہین ہے۔ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اِس فتح سے پہلے مجھکو موت نہوگی۔ لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غیبوبت بظاہر سراسر اُس یقینی الہام کے خلاف ہوا۔ اب اُسکا جواب یہی ہے کہ از روئے اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اُسکی تاویلون وغیرہ مین سو طرح کی غلطیون کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اِس وقوعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھون کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ مین آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہین اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور مین آئی ٭ بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اُس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپنے کام لیا۔ بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کاغان وغیرہ کل مسلمان امرا اور رؤسائے و رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہو چکے تھے ایسی کارروائیون سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پھیرو کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مُدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب مین ڈنکہ اسلام کا بج گیا ہوتا +

اس عجیب سوانحہ اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولوالعزم اور شجاع غرض ولی اللہ کامل اور اُلوالعزم سپاہی چند صدیون گذشتہ سے مسلمانون مین پیدا نہین ہوا تھا۔ اگر تقدیر اُسکی یاوری کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانون کے دنون کو مُدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے۔ مگر جیسے سچے یقینی فتح کے اُسکو بالاکوٹ مین ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو۔ بنظر انصاف اس سوانحہ اور مکتوبات منسلکہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اُس بزرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سُنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا۔ اُسکے عالی حوصلے کے آگے بڑی بھاری سلطنت کا کسیکو عنایت کر دینا اور بڑے بڑے مجرمون اور دشمنون کو صرف اُنکی زبانی تائب ہونے پر ایکقلم معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ بزرگ مُبتلا تھا۔ جب سات سو آدمیون کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اُسکے پاس ایک حبہ موجود تھا مگر اُسکے صادق یقین نے اُسکے دو برس کے لمبے اور دریائی سفر مین اسکا کوئی کام اڑنے نہین دیا جسقدر کی